مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال
ماہنامہ
معارف رضا
کراچی
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
اسلامی جمہوریہ پاکستان
E-mail: marifraza@hotmail.com

بانی: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

شمارہ نمبر (54) شعبان المعظم 1423ھ نومبر 2002ء

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

مشمولات

مشاورت

علامہ شاہ تراب الحق قادری
الحاج شفیع محمد قادری
علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
منظور حسین جیلانی
حاجی عبداللطیف قادری
ریاست رسول قادری
حاجی حنیف رضوی
کے. ایم. زاہد

سرکولیشن اشتہارات
سید محمد خالد القادری، محمد فرحان الدین قادری

تصحیح و ترتیب: حافظ محمد علی قادری

ہدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ =/120 روپیہ
بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ لائف ممبرشپ =/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام ''ماہنامہ معارف رضا'' ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

25/جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400 فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

قارئینِ کرام!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آج ہم ماہِ رمضان المبارک کا استقبال کرتے ہوئے اس کے فضائل و برکات پر گفتگو کریں گے۔ اسلام ایک فطری مذہب ہے اور اس نے ایسی جامع عبادات پیش کیں کہ انسان ہر جذبہ میں خدا کی پرستش کر سکے، اور اپنے مقصد حیات کے حصول کی خاطر زندگی مُستعار کا ہر لمحہ اپنے خالق و مالک کی رضا جوئی میں بسر کر سکے۔ نماز، زکوٰۃ، جہاد، حج اور ماہ رمضان کے روزے انہی کیفیات کے مظہر ہیں۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

(۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ-۱۸۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے'' (کنز الایمان)

صیام جمع ہے، مفرد صوم کا۔ لغت میں صوم کے معنی ہیں اس چیز سے باز رہنا جس کی طرف نفس کشش محسوس کرتا ہو اور شریعت میں صوم کہتے ہیں کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض و نفاس سے پاک عورت صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبادت، خورد نوش و مجامعت ترک کرے۔ یہ حکم (رمضان کے روزوں کی فرضیت کا) ۱۰ ارشعبان ۲ھ کو نازل ہوا۔ پہلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے۔ اس طرح روزے عبادت قدیمہ ہیں، گو ان کی تعداد اور کیفیت الگ الگ تھی۔

ماہِ رمضان کے روزوں کا مقصد جیسا کہ مذکورہ آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے پرہیز گاری کا حصول ہے۔ ماہِ رمضان کے ایام ایک مومن کی تربیت و ریاضت کے ایام ہیں۔ وہ رمضان کے روزوں اور عبادات سے اللہ کی رضا حاصل کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے محبت کا اظہار ان کی پیروی اور اتباع سے کرتا ہے اور اپنی روح و نفس کا تزکیہ کرتا ہے تاکہ زندگی کے باقی ایام میں وہ تقویٰ اختیار کر سکے اور اپنے مقصد حیات یعنی اللہ کی بندگی اور اس کی رضا جوئی میں اپنی بقیہ زندگی کے دن بسر کر سکے۔ علماء نے روزے کے تین درجات بتائے ہیں:

۱-عوام کا روزہ.....................پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے اور جماع سے روکنا۔

۲-خواص کا روزہ:.....................پیٹ اور شرم گاہ کے علاوہ کان، آنکھ زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام جوارح کو گناہ سے باز رکھنا۔

۳-خواص الخواص کا روزہ:..........جمیع ماسوائے اللہ سے خود کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ ہونا۔ دیکھا جائے تو تمام عبادات

انسان کے کسی نہ کسی جذبے کوظاہر کرتی ہیں نماز خوف کو، زکوٰۃ رحم کو، جہاد غصہ، برہمی اور غضب کو، حج تسلیم ورضا کواور روزے اللہ تعالیٰ سے محبت کو۔

باقی عبادات کچھ اعمال کو بجالانے کا نام ہیں جنہیں دوسرے بھی دیکھ لیتے ہیں اور جان لیتے ہیں۔ مثلاً نماز رکوع وسجود کا نام ہے، جہاد کفار سے جنگ کا نام ہے، زکوٰۃ کسی کو کچھ رقم یا مال دینے سے ادا ہوتی ہے۔لیکن روزہ کچھ دکھا کر کام کرنے کا نام نہیں بلکہ روزہ تو کچھ نہ کرنے کا نام ہے۔ جو کسی کے بتلائے بھی معلوم نہیں ہوتا بلکہ اس کو تو وہی جانتا ہے جو رکھتا ہے اور جس کیلئے رکھا گیا ہے لہذا روزہ بندے اور خدا کے درمیان ایک راز ہے، محبِ صادق کا اپنے محبوب کے حضور ایک خاموش نذرانہ ہے جو بالکل خاموش اور پوشیدہ طور پر پیش کیا گیا ہے۔اسی لئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کریم نے اپنے روزہ دار بندوں کیلئے ایک بے بہا انعام کا اعلان فرمایا وہ یہ کہ:

"الصوم لی وانا اجزی بہٖ" یعنی روزہ دار روزہ میرے لئے رکھتا ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں۔ (حدیث مبارکہ)

اللہ اکبر! اللہ رب العزت خود کو جس عمل کی جزا فرما رہا ہو تو اس کی عطا اور انعام و اکرام کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے! روزہ دراصل بندے کی طرف سے اپنے کریم مولیٰ کے حضور ایک بے ریا ھدیہ ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اتنے عظیم انعام و اکرام کا اعلان فرمایا۔

رمضان المبارک کے بہت سے فضائل و خصائص ہیں۔ان میں سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید نازل ہوا اور قرآن پاک میں سال کے تمام ماہ میں صرف ماہِ رمضان کا نام صراحتاً آیا ہے، اس سے رمضان المبارک اور قرآن پاک میں گہری مناسبت اور زیادہ تعلق ثابت ہوتا ہے قرآن و رمضان میں گہری نسبت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس ماہِ مبارک میں بالخصوص شب و روز قرآن پاک کی زیادہ تلاوت ہوتی ہے۔خاص طور پر پورے ماہ ہر روز نماز عشاء کے بعد اور آخری عشرہ کی دس راتوں میں صلوٰۃ الیل میں ختم قرآن ہوتا ہے۔

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ"

کی تشریح یعنی ماہِ رمضان المبارک میں نزولِ قرآن کی تفسیر میں مفسرین کرام کی مختلف آراء ہیں۔ مفسر قرآن صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ اپنے تفسیری حاشیے "خزائن العرفان" میں رقم طراز ہیں کہ اس سلسلہ میں مفسرین کے درج ذیل چند اقوال ملتے ہیں:

"ایک یہ کہ ماہِ رمضان وہ ہے جس کی شان و شرافت میں قرآن پاک نازل ہوا۔ دوسرے یہ کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتداء ماہِ رمضان میں ہوئی۔ تیسرے یہ کہ قرآن کریم بتمامہ رمضان المبارک کی شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا اور بیت العزّت میں رہا، یہ اسی آسمان پر ایک مقام ہے، یہاں سے وقتاً فوقتاً حسب اقتضائے حکمت جتنا منظورِ الٰہی ہوا حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام لاتے رہے، یہ نزول تقریباً تئیس (۲۳) سال کے عرصہ میں پورا ہوا"

بہر حال اس آیۂ کریمہ سے قرآن مجید اور ماہِ رمضان المبارک کا گہرا تعلق و نسبت ہر طرح سے ثابت ہے اور یہ بلاشبہ اس ماہِ مبارک کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہے۔ روزہ اور قرآن مجید دونوں شفیع ہیں، قیامت کے دن دونوں ملکر شفاعت کریں گے۔اس ماہِ مبارک کی مزید فضیلت سید عالم ﷺ کے درج ذیل ارشادات سے ظاہر ہوتی ہے:

.........یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ رحمت، ....اور اس کا درمیانی حصہ مغفرت، ....اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے،

پس جس نے اس مہینہ میں اپنے غلام (ملازم) پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور گا اور جہنم سے آزادی عطا فرمائے گا۔ اس مہینے میں چار باتیں زیادہ سے زیادہ کرنی چاہیے، ان میں سے دو باتیں ایسی ہیں جن سے ہم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہیں:

---- اول یہ کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،

---- دوم اپنے رب سے مغفرت طلب کرنا،

اور دو باتیں وہ ہیں جن کی ہم کو ضرورت ہے:

❖ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت کی طلب کرے

❖ دوم اللہ تعالیٰ سے جہنم سے نجات (پناہ) مانگے۔

جس نے اس مہینے میں کسی (روزہ دار) کو شکم سیر کر کے کھلایا، اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض (کوثر) سے ایک گھونٹ پلائے گا اور پھر کبھی اسے پیاس نہیں محسوس ہوگی، یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (مفہوم)

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اس کی جزاء میں دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت، اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ (خوشبودار) ہے اور روزہ سپر ہے اور جب کسی کے روزہ ہو تو نہ بیہودہ بکے اور نہ چیخے پھر اگر اس سے کوئی گالم گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو یہ کہہ دے "میں روزہ سے ہوں"۔

تزکیۂ نفس:

اس ماہ مبارک کی خصوصی عبادت روزہ ہے جس کا مقصد تزکیۂ نفس یعنی اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کرنا ہے اور تقویٰ حاصل کرنا ہے دوسرے الفاظ میں گناہوں سے بچنا اور نیکیوں کی طرف رغبت کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا قول مبارک ہے کہ "روزہ ڈھال ہے" کا مقصد ہے کہ روزہ گناہوں سے روکتا ہے۔ انسان کو صبر، نظم وضبط، ہمدردی اور ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک کی دعوت دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے اور جس نے رمضان میں نماز تراویح اور ایمان اور احتساب کے ساتھ شب بیداری کی اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اس ماہ کا تقدس اور احترام کرنا تمام مسلمانوں کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی برکتوں اور رحمتوں سے مستفیض ہونے کا سلیقہ اور توفیق عطا فرمائے۔ روزہ، تراویح، شب قدر، فطرۂ زکوٰۃ کے اسلامی احکامات پر صحیح طور سے عمل درآمد کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین) بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆

ایک شام ...... اپنے رضا کے نام

امام احمد رضا کانفرنس کراچی 2002

زیرِ اہتمام

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

ناظر: حافظ محمد علی قادری*

بزمِ علم وحکمت کے اعلیٰ ترین منصب ''تفقه فی الدین'' پر فائز، گلستانِ معارف ایسا کہ علم وحکمت کے انواع واقسام کے پھول مہکتے نظر آئیں، علم کی قوس وقزح ایسی کہ جس میں سات (۷) نہیں بلکہ ستر (۷۰) رنگ دکھائی دیں، حیرت انگیز قوتِ حافظہ کے مالک کہ جو کتاب نظر سے گزر جائے حفظ ہو جائے، قلم ایسا سیال و برق بار کہ دس سال کی عمر میں ہدایۃ النحو کی شرح لکھی، فقہ کا سحابِ رحمت بن کر برسنے لگیں تو ''فتاویٰ رضویہ'' میں دُرِ صدف بکھرنے لگیں، آئن اسٹائن اور نیوٹن کی سائنسی جھنڈیاں، سربلند پرچم رضا کے سامنے سرنگوں بلکہ تارتار ہیں۔

خامۂ مشتاق اپنے امام ہمام کے جہانِ علم وفن سے آشنائی کی سعی حاصل کرتا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس ہمہ جہت وعالمگیر شخصیت کا پیغام ''فکر رضا'' پوری دنیا میں عام ہو۔ اس حوالے سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ، انٹرنیشنل) نے ہر سال کی طرح امسال بھی بروز ہفتہ ۱۷ اگست ۲۰۰۲ء ایک مقامی ہوٹل (ریجنٹ پلازہ) میں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس محفل کے مہمان خصوصی لیفٹنٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر تھے جبکہ صدارت کے فرائض علامہ مفتی غلام سرور قادری، صوبائی وزیر مذہبی امور اور اوقاف حکومت پنجاب نے انجام دیئے۔ مقالہ نگار حضرات میں علامہ سید سعادت علی قادری، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن، پروفیسر انوار احمد زئی ایڈیشنل سیکریٹری تعلیم حکومت سندھ، اور مصر سے آئے ہوئے مہمان ڈاکٹر سید حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ (جامعۃ الازھر، مصر) کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد مقتدر علمی ودینی شخصیات کی شریک محفل تھی۔

جدید تعلیم اور مسلمانوں کے جداگانہ سیاسی اور سماجی تشخص کے تحفظ کے لئے امام احمد رضا کی خدمات قابل تحسین ہیں (ڈاکٹر عبدالقدیر خان)

اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ اور تصانیف اہل علم کے لئے معلومات کا خزانہ ہیں (پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن)

کاروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، تلاوت

*(خادم، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا رجسٹرڈ، انٹرنیشنل)

ملک کے ممتاز قاری استاذ القراء جناب قاری غلام رسول صاحب
نے کی اس کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ مولانا ندیم اختر قادری
نے پیش کی پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

امام احمد رضا خاں کا ترجمۂ قرآن کنزالایمان ایک عظیم میراثِ اسلامی ہے (علامہ سعادت علی قادری)

حکومت پاکستان نے اپنی تقریر میں اس بات پر افسوس کا اظہار کیا
کہ اعلیٰ حضرت سے فکر و نظر کا اختلاف رکھنے والے اعلیٰ حضرت کی
تحریروں کا مطالعہ کئے بغیر بہت سی غلط باتوں کا نہ صرف پرچار
کرتے ہیں بلکہ اپنی کتابوں میں شائع کرتے ہیں۔ انہوں نے اس
بات پر زور دیا کہ کسی شخصیت سے کوئی ایسی بات منسوب کرنا جو اس
نے نہ کہی یا لکھی ہو نہ صرف غیر اخلاقی ہے بلکہ دینی تعلیمات کے

حدائق بخشش کے عربی منظوم ترجمے ''صفوۃ المدیح'' کو مصر کے جدید علماء، ادباء اور شعراء میں بہت پذیرائی ملی (ڈاکٹر حازم المحفوظ، مصر)

بھی خلاف ہے، انہوں نے مزید فرمایا کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات
اور عقائد کے متعلق امام احمد رضا کے فتاویٰ اور دیگر تصانیف میں
قرآن و احادیث اور اقوال ائمہ پر مبنی واضح باتیں تحریر ہیں۔ چنانچہ
بقول ان کے جب انہوں نے امام صاحب کی بعض کتب مثلاً
الدولۃ المکیہ وغیرہ آج کے معاصر علمائے دیوبند کو دکھائیں تو

جب عقیدہ اور عقیدت یکجا ہو جائیں تو اعلیٰ حضرت کا سلام تخلیق پاتا ہے (پروفیسر انوار احمد زئی)

انہوں نے اعتراف کیا کہ اعلیٰ حضرت کے خلاف غلط اور ان کہی
باتیں مشہور کی گئی ہیں، لہٰذا آج ہمیں ان تحریروں کا مطالعہ اور اس
کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے تاکہ عوام اور خصوصاً
پڑھے لکھے لوگوں کو ان کے اصل علمی مقام اور ان کی حیات و
کارناموں کے روشن پہلوؤں سے آگاہی ہو۔
حضرت علامہ سید سعادت علی قادری صاحب نے فرمایا

کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' واقعی
ایمان کا ایک بیش بہا خزانہ ہے یہ ایک عظیم میراث اسلامی ہے،
محبت رسول ﷺ اور عشق الٰہی کا بہتا ہوا دریا ہے۔ امام احمد رضا نے
ترجمۂ قرآن میں تمام معروف تفاسیر سے نہ صرف استفادہ کیا بلکہ
منشاء الٰہی کی روح کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا ہے۔ اس لئے ان کے
ترجمے میں افراط و تفریط نہیں ہے اور عظمت الٰہی اور مقام رسالت
کے تحفظ کا پورا اہتمام کیا ہے۔ وہ ایسے عالم باعمل تھے جنہوں نے
شریعت کو ذریعہ محبت قرار دیا۔ جامعہ ازھر قاھرہ، مصر سے تشریف
لائے ہوئے مہمان ڈاکٹر حازم محمد احمد عبدالرحیم نے اپنے عربی
مقالے میں امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش کی خوبیوں پر
روشنی ڈالی، انہوں نے فرمایا کہ مصر کے معروف ہفت زبان ادیب
اور شاعر ڈاکٹر حسین مجیب مصری نے ''حدائق بخشش'' کا عربی میں
منظوم ترجمہ ''صفوۃ المدیح'' کے نام سے کیا ہے اور اس کو مصر کے
جدید علماء ادباء اور شعراء میں بہت پذیرائی ملی ہے جبکہ مصر کے بڑے
بڑے اخباروں میں اس پر شاندار تبصرے لکھے گئے اور اب بھی لکھے
جا رہے ہیں۔ دنیائے عرب کے متعدد معروف شعراء نے امام احمد
رضا کو ۲۶۲ اشعار میں منظوم خراج تحسین بھی پیش کیا ہے۔ پروفیسر
انوار احمد زئی صاحب ایڈیشنل سکریٹری تعلیم حکومت سندھ نے
نہایت خوبصورت اور ادیبانہ انداز میں اعلیٰ حضرت کے مشہور
سلامیہ قصیدے ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پر ایک تاثراتی

ملک اور بیرون ملک پر تشدد واقعات میں اعلیٰحضرت سے منسوب کسی مدرسہ، ادارہ، تنظیم یا شخصیت کا نام شامل نہیں (وجاہت رسول قادری)

مقالہ پڑھا انہوں نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کا سلام، سلام تو ہے ہی مگر مکمل نعت بھی ہے اور قصیدہ بھی اور وہ بھی اس التزام کے ساتھ کہ اسے پڑھتے جایئے تو خود بخود حضور پر نور ﷺ کا سراپائے منور ابھرتا چلا آتا ہے۔ادارہ کے صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں فرمایا کہ احمد رضا کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے عشق رسول ﷺ کا پرچار کر کے مسلمانوں کو اتباع سنت کی طرف راغب کیا اور ان کی دینی اقدار اور عقائد و اسلام کی طرف سے امن کے سچے پیغامبر تھے، وہ ایک سچے عاشق رسول تھے اور وہ صحیح معنیٰ میں عالم تھے اسلئے کہ جس طرح انہوں نے علوم دینیہ میں دسترس حاصل کی تھی اسی طرح سائنسی اور دیگر دینوی علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے۔معروف عالمی سائنسداں فخرِ عالم اسلام جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اپنے تحریری پیغام میں فرمایا کہ مسلمانوں کیلئے دینی علوم کے ساتھ جدید تعلیم کے حصول اور ان کے جداگانہ سیاسی و معاشی تشخص کے تحفظ کیلئے امام احمد رضا

اعلیٰ حضرت نے پوری زندگی عشق رسول ﷺ کی تعلیم دی (مفتی غلام سرور قادری)

عقیدہ کی حفاظت کے لئے مضبوط حصار مہیا کیا۔انہوں نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت نے تشدد کی سیاست کی بجائے مسلمانوں کو محبت و اخوت یگانت اور رواداری کی طرف دعوت دی، چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ملک اور بیرون ملک تشدد کے جو بھی واقعات ہو رہے ہیں ان میں امام احمد رضا کے مسلک سے منسوب کوئی بھی شخصیت کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ادارہ کے صدر نے مہمان خصوصی سے مطالبہ کیا کہ اعلیٰ حضرت کی فکر ونظر کو عام کرنے کے لئے ان کے یوم وصال کے موقع پر ریڈیو اور ٹی.وی پر مناسب کوریج دی جائے اور نصاب تعلیم میں اعلیٰ حضرت کی کتب کو شامل کیا جائے۔ مہمان خصوصی نے اس سلسلہ میں اپنے بھرپور تعاون کا یقین

احمد رضا خاں عدم تشدد کے حامی، سچے عاشق رسول ﷺ اور علوم اسلامیہ کے ساتھ سائنسی علوم کے بھی یکساں ماہر تھے (معین الدین حیدر)

،ادارہ، مدرسہ یا تنظیم ملوث نہیں پائی گئی۔صدر مجلس علامہ مفتی غلام سرور قادری، وزیر مذہبی امور حکومت پنجاب نے اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی پوری زندگی عشق رسول ﷺ کا سبق دینے میں بسر کی اور وہ اسلاف کرام کے صحیح جانشین تھے۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ سنتِ رسول ﷺ کی پیروی میں بسر ہوا۔مہمان خصوصی لیفٹننٹ جنرل (ریٹائرڈ) معین الدین حیدر صاحب وزیر داخلہ حکومت پاکستان نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت صحیح معنوں میں اہل دلایا۔اس موقع پر ادارہ کی جانب سے مہمان خصوصی، صدر محفل اور مقالہ نگار حضرات کی خدمت میں یادگاری شیلڈ، پھولوں کے گلدستے اور کتابوں کے تحائف بھی پیش کئے گئے۔آخر میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا گیا، دعائیہ کلمات مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب نے ادا کئے اور یوں یہ کانفرنس انتہائی نظم وضبط اور تواضع کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

☆☆☆

* ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، بریلی شریف

وہابیانِ ہند نے ڈاکٹر اقبال کو بڑی چالاکی سے دیوبند کے عناصرِ اربعہ، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی اور قاسم نانوتوی وغیرہ کی تحریروں اور ان کے کفری عقائد سے بے خبر رکھنے کی کوشش کی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے قریب نہ ہونے دیا۔

ڈاکٹر اقبال کی امام احمد رضا قدس سرہ العزیز سے ملاقات کی تحقیق تو نہیں ہے البتہ ان کے صاحبزادہ اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خان علیہ الرحمہ سے اقبال کی ملاقات ہوئی ہے۔ ۱۹۳۴ء میں مسجد وزیر خاں کے آخری فیصلہ کن مناظرے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضور حجۃ الاسلام قبلہ قدس سرہ بہ نفس نفیس لاہور تشریف لے گئے تھے اور مولوی اشرف علی تھانوی کو خصوصی دعوتِ فکر دینے کیلئے ڈبہ ریزرو کروا کر ان کی آمد کا انتظام کیا گیا تھا لیکن باوجود اصرار کے وہ نہیں آئے۔ اس موقع پر کسی مقام پر حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ اور ڈاکٹر اقبال مرحوم کی ملاقات ہوئی۔ حضرت موصوف نے اقبال کے سامنے دیوبندیوں کی عبارتیں پڑھیں تو اقبال نے بیساختہ کہا کہ:

> ''مولانا یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا؟ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑنا چاہیے''

(محمد تابش قصوری، مولانا، دعوتِ فکر، ص ۳۵ مطبوعہ مرید کے شیخوپورہ، پاکستان ۱۹۸۳ء)

اقبال کا یہ کہنا کہ:

> ''یہ ایسی عبارات گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا؟ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑنا چاہیے''

عقائد دیوبند سے ان کی نفرت و بیزاری کا اظہار ہے اور اس بات کا غماز ہے کہ وہ گستاخانِ رسول سے متنفر اور رسول علیہ السلام کے عاشق تھے۔

اقبال کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے اصغر سرکار مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کا فرمان ملاحظہ ہو:

> ''ایک بار کسی شخص نے سرکار مفتی اعظم سے اقبال کے کفر کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس نے یہ شعر۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

کہا ہو اسے کافر کیسے کہا جائے

خود راقم، مفتی منظر
صاحب اس بات کے گوا
صاحبان موجود تھے۔ ویسے
پیلی بھیتی نے لکھا ہے کہ
اجتماع میں اقبال نے اعلیٰ
اور اپنی ایک نعت سنائی
(حضرت ماناں میاں، سوانح اعلیٰحضرت
ڈاکٹر اقبال۔
بھی پیش گئے ہیں ایک تا
''وہ (امام احمد
عالم دین تھے فقہ
بلند تھا۔ ان کے
ہوتا ہے کہ وہ کس
سے بہرہ ور اور
فقیہہ تھے۔ ہند
میں ان جیسا طبا

ڈاکٹر اقبال نے امام احمد
''خدا جا
دو شعری گرہ لگائی۔
تماشا تو
لگائے خد
تعجب تو
بنائے

خود راقم، مفتی منظر اسلام مولانا مفتی محمد فاروق صاحب اس بات کے گواہ ہیں۔ اس موقع پر اور بھی صاحبان موجود تھے۔ ویسے مرید رضا ماناں میاں مرحوم پیلی بھیتی نے لکھا ہے کہ انجمن نعمانیہ ہند، لاہور کا ایک اجتماع میں اقبال نے اعلیٰ حضرت سے نیاز حاصل کیا تھا۔ اور اپنی ایک نعت سنائی تھی۔ جسے آپ نے پسند فرمایا تھا''

(حضرت ماناں میاں، سوانح اعلیحضرت، بریلی ص ۵۷ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء ملخصا)

ڈاکٹر اقبال نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر تاثرات بھی پیش گئے ہیں ایک تاثر ملاحظہ کیجئے:

''وہ (امام احمد رضا) بیحد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور پاک و ہند کے نابغۂ روزگار فقیہہ تھے۔ ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ بمشکل ملے گا''

(مقالات یوم رضا، حصہ سوم، ص ۱۰)

ڈاکٹر اقبال نے امام احمد رضا کے اس مصرع پر

'' خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ ''

دوشعری گرہ لگائی۔

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش
لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ

تعجب تو یہ ہے کہ فردوس اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

(نوادر اقبال، سرسید بک ڈپو علی گڑھ، ص ۲۵)

عالی جناب راجہ رشید محمود صاحب، مدیر ماہنامہ نعت، لاہور نے اپنی کتاب، ''اقبال اور امام احمد رضا'' میں دونوں حضرات کے اشعار اور واقعات سے دونوں کے عشق رسالت مآب ﷺ میں مماثلت دکھائی ہے۔ اقبال سنی العقیدہ تھے اور ان کا مسلک وہی تھا جو مسلکِ اعلیٰ حضرت تھا یا جسے آج ہم ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کہتے ہیں۔

(الف) اقبال اور محبتِ رسول و احترام رسول علیہ السلام:

اقبال کے اشعار تو اس بات کے شاہد ہیں ہی کہ وہ عشق رسول اور احترامِ مصطفیٰ ہی کو ایمان سمجھتے تھے۔ مثلاً

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

وغیرہ اس کے علاوہ چند واقعات دیکھئے

(۱) غلام بھیک نیرنگ لکھتے ہیں:

''اقبال کا تعلق حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات قدسی صفات سے اس قدر نازک تھا کہ حضور کا ذکر آتے ہی ان کی حالت دگرگوں ہو جاتی تھی اگرچہ وہ فوراً ضبط کر لیتے تھے''

(مضمون، اقبال کے بعض حالات مشمولہ رسالہ اقبال، لاہور، اکتوبر ۱۹۵۸ء، ص ۳۰)

(۲) پروفیسر سلیم چشتی رقم طراز ہیں:

''میں اپنے ذاتی مشاہدے کی بناء پر بھی کہہ سکتا

ہوں کہ جب کبھی سرکار دو عالم ﷺ کا نام نامی ان کی زبان پر آیا تو معاً ان کی آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ اقبال عشق رسول ﷺ میں اس قدر ڈوب گئے تھے جب عاشقان رسول کا تذکرہ کرتے اس وقت بھی آبدیدہ ہوجاتے''

(مضمون، اقبال اور عشق رسول ﷺ، مشمولہ ماہنامہ بصیر، کراچی، مئی ۱۹۸۲ء، ص ۶۸)

(۳) اقبال کو سرکار ﷺ سے از حد عقیدت و محبت تھی۔ افغانستان سے واپسی پر قندھار میں حضور ﷺ کے خرقہ مبارک کی زیارت کے بعد مندرجہ ذیل اشعار کہے تھے۔

رقصد اندرسینہ از زور جنوں
تازہ راہِ دیدہ می آید بروں

آمد باز پیراہن او بوئے او
داد مارا نعرۂ اللہ ہو

مدنی آقا ﷺ کے بوئے مقدس سے سرشار اقبال کا اس اٹل سچائی پر ایمان یہ کہ آقا کی نگاہ کرم ہو تو انسان مرض سے شفایاب ہوجائے۔ صلاح الدین برنی کے نام ۱۳؍ جون ۱۹۳۶ء کے ایک مکتوب میں وہ تحریر کرتے ہیں کہ وہ تقریباً دو سال سے بیمار تھے ایک شب انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اپنی شفایابی کیلئے منظوم فریاد کی۔ صبح ہی سے ان کی آواز میں نمایاں تبدیلی ہوگئی اور رنگ و روپ نکھرنے لگا۔ (ملخصاً، اقبال نامہ، حصہ اول ۴۱۲)

(۴) اقبال سرکار علیہ السلام کی عمر پاک سے زیادہ جینا نہیں چاہتے تھے اور آخر اس عاشق رسول کی تمنا اور دعا قبول ہوئی یعنی وہ ۶۱ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ (روزگار فقیر جلد دوم، ۸۲)

یہ تمام واقعات اس بات کی غماز ہیں کہ وہ (اقبال) سرکار کے عاشق صادق تھے۔ وہ تبرکات کی زیارت کے قائل تھے اور حضور ﷺ کے توسل پر ان کا ایمان تھا۔

(ب) اقبال اور میلاد مصطفیٰ ﷺ:

اقبال یوم ولادت رسول اکرم ﷺ منانے کے زبردست حامی تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ:

''ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کے لئے رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہی سب سے بڑی اور کارگر قوت ہوسکی ہے''

(اقبال نامہ، مرتبہ شیخ محمد عطاء اللہ، حصہ دوم)

اقبال درود و سلام کو مسلمانوں کیلئے جزو لاینفک مانتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور کوئی حضور آقائے دو جہاں ﷺ کی سوانح حیات بیان کرے اور یاد رسول اس کثرت سے اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کا خود مظہر ہوجائے یعنی آج سے تیرہ سو سال پہلے جو کیفیت حضور سرور کائنات ﷺ کے وجود مقدس سے ہوئی تھی وہ آج ہمارے قلب کے اندر پیدا ہوجائے'' (آثار اقبال از غلام دستگیر رشید، ۳۰۶)

(ج) توہین رسول کے خلاف جہاد:

۱۰؍ جولائی ۱۹۳۰ء کو لاہور کی شاہی مسجد میں تقریر کرتے ہوئے اقبال نے کہا:

''اصل مقصد توہین رسولِ مقبول ﷺ کا علاج ہے۔ امید ہے کہ آپ مقصد کو پیش نظر رکھیں گے اور سب سے پہلے صرف اسی کیلئے جدو جہد کریں گے۔ جہدو جہد سے پہلے اپنی تمام قوتیں جمع کرلیں''

(روزگار فقیر جلد دوم ۷۲)

(د) اقبال کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ اصل تکوین عالم، نور الٰہ اور

حاضر و ناضر رسول ہیں، مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کیجئے ۔

ہر کجا بینی جہان رنگ و بو
آنکہ از خاکش بروید آرزو

یا زِ نور مصطفیٰ اور ابہا است
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

(بانگ درا از اقبال)

اے کہ تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے کہ تیری ذآت باعث تکوین روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

(بانگ درا نظم صدیق)

ہونہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

گرنہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہو خم بھی نہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

(جواب شکوہ، بانگ درا)

(ہ) حیات النبی ﷺ:

اقبال بعد از وصال بھی سرکار علیہ السلام کیلئے حیات مانتے تھے۔ وہ نیاز الدین خان کے نام ایک خط میں تحریر کرتے ہیں:

''میرا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ زندہ ہیں اس زمانے کے لوگ بھی اس طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کرام ہوا کرتے تھے''

(انوار اقبال مرتبہ بشیر رحمہ ڈآر، ۴۵۰، ص ۴۶)

(و) علم غیب رسول اور ان کے اختیارات وتصرفات:

اقبال حضور ﷺ کو غیب داں نبی مانتے تھے اور ان کے اختیارات وتصرفات پر ان کا عقیدہ تھا۔ اشعار ملاحظہ کیجئے ۔

گرچہ عین ذات رابے پردہ دید
رب زدنی از زبانِ اوچکید

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است
خویش را خود عبدہ فرمودہ است

سید نذیر کی روایت ہے کہ ایک بار ایک صاحب نے اقبال کے سامنے بڑی حیرت کے ساتھ اس حدیث پاک کا ذکر کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ اصحاب ثلاثہ کے ساتھ احد پر تشریف رکھتے تھے اتنے میں احد لرزنے لگا تو حضور نے فرمایا ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں۔ اس پر پہاڑ ساکن ہو گیا اقبال نے یہ حدیث پاک سنتے ہی کہا کہ ''اس میں اچنبھے کی کون سی بات ہے۔ میں اس کو استعارہ یا مجاز نہیں بالکل ایک مادی حقیقت سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک اس کیلئے کسی تاویل کی حاجت نہیں۔ اگر تم حقائق سے آگاہ ہوتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ ایک نبی کے نیچے مادے کے بڑے سے بڑے تودے بھی لرز اٹھتے ہیں۔ مجازی طور پر نہیں واقعی لرز اٹھتے ہیں''۔

(اقبال کامل، ص ۶۴، جوہر اقبال، ص ۳۸)

اس واقعے سے ظاہر ہے کہ اقبال حضور اکرم ﷺ کے اختیارات وتصرفات پر عقیدہ رکھنے کے ساتھ آپ کے علم غیب پر

(بقیہ صفحہ نمبر [illegible] پر)

قادیانی کی تصانیف میں کلماتِ کفریہ

امام احمد رضا کی نظر میں

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری *

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی نے اپنی تصنیفات و تالیفات اور فتاویٰ میں مجتہدانہ صلاحیت دکھا کر عالم اسلام کے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ رکھا کیونکہ خداوند کریم نے اپنے اس بندے بشر کو اپنی اس آیت کریمہ کا تفسیری نمونہ بنا دیا تھا:

فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون ۝ النحل

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی سے عام لوگوں کے علاوہ علماء، مشائخ، دانشوران، وکلا، جج صاحبان سمیت تمام طبقہ کے لوگوں نے تمام ہی علوم وفنون سے متعلق سوالات پوچھے اور آپ نے تمام سوالات کے جوابات ہمیشہ مناسب دلائل کے ساتھ دیئے اور ان تمام جوابات کو جب اکٹھا کیا گیا جو بارہ (۱۲) ضخیم جلدوں میں فتاویٰ رضویہ بعنوان ''العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ'' مرتب ہوئی۔ وقت نے آپ کی تحریر کو حجت بنا دیا اور شان فضل ربی دیکھئے کہ مسلسل ۵۵ برس کی تحریر میں آپ کو کبھی بھی اپنی تحریر واپس لینے کی ضرورت پیش نہیں آئی اور نہ ہی کبھی تحریر میں رد و بدل کی نوبت آئی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ تحریر لکھتے وقت کبھی بھی دین کے اصولوں سے انحراف نہیں فرماتے چنانچہ اس اقرار کے لئے صرف ایک اقتباس آپ کے ہمعصر مورخ جناب خواجہ حسن نظامی کا پیش کر رہا ہوں:

''بریلی کے مولانا احمد رضا خاں صاحب جن کو ان کے معتقد ''مجدد مائة حاضرة'' کہتے ہیں درحقیقت طبقہ صوفیائے کرام میں بہ اعتبار علمی حیثیت کے منصب ''مجدد'' کے مستحق ہیں۔ ان کی تصنیفات و تالیفات کی خاص شان اور خاص وضع ہے۔ یہ کتابیں بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ایسی مدلل ہیں جن کو دیکھ کر لکھنے والے کے تبحر علمی کا جید سے جید مخالف کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے مولانا جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنا چاہیے''

امام احمد رضا محدث بریلوی کے دور میں مختلف مذہبی تحریکوں نے جنم لیا ان میں سے ایک تحریک عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف قادیان سے مرزا غلام احمد قادیانی نے شروع کی۔ امام احمد رضا نے اس تحریک اور جھوٹی نبوت کے خلاف قلمی جہاد کیا اور عالم اسلام میں سب سے پہلے اس جھوٹی نبوت کی گرفت آپ کے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی نے فرمائی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا آپ کی یہ تحریر اور فتویٰ بعنوان ''الصارم الربانی علی اسراف
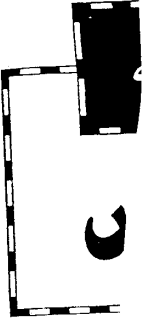
*(صدر شعبہ ارضیات، جامعہ کراچی)

القادیانی'' آج بھی مطبوعہ موجود ہے امام احمد رضا محدث بریلوی نے مندرجہ ذیل فتاویٰ بعنوان رسائل جو تحریر کئے تھے وہ سب کے سب مطبوعہ موجود ہیں۔

(۱)	جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ	۱۳۱۷ھ
(۲)	السوء العقاب علی المسیح الکذاب	۱۳۲۰ھ
(۳)	قھر الدیان علی المرتد بقادیان	۱۳۲۳ھ
(۴)	المبین ختم النبیین	۱۳۲۶ھ

اس مقالہ میں احقر کتابوں کا تعارف یا اقتباس پیش کرنے سے قاصر ہے یہ مطبوعہ کتب عام مارکیٹ میں موجود ہیں یہاں صرف امام احمد رضا کے ایک مختصر فتویٰ کے حوالے سے قادیانی کی تصانیف میں موجود کفریات نقل کر رہا ہوں ملاحظہ کیجئے، یہ اقتباس فتاویٰ رضویہ جلد ششم سے اخذ کیا گیا ہے:

سب میں بھاری ذریعہ اس کے رد کا اول اول کلمات کفر پر گرفت ہے جو اس کی تصانیف میں برساتی حشرات کی طرح اپلے گہلے پھر رہے ہیں:

(۱) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں

(۳) ان ماں طیبہ طاہرہ پر طعن

(۴) اور یہ کہنا کہ یہودی کے جو اعتراضات عیسیٰ اور ان کے ماں پر ہیں ان کا جواب نہیں۔

(۵) اور یہ کہ نبوت عیسیٰ پر کوئی دلیل قائم نہیں۔

(۶) بلکہ عدم نبوت پر دلیل قائم ہے۔

(۷) یہ ماننا کہ قرآن نے ان کو انبیاء میں گنا ہے اور پھر صاف کہہ دینا کہ وہ نبی نہیں ہو سکتے۔

(۸) معجزات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صراحتاً کہہ دینا کہ وہ نبی نہیں ہو سکتے۔

(۹) معجزات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صراحتاً انکار

(۱۰) اور یہ کہنا کہ وہ مسمریزم سے یہ کچھ کیا کرتے تھے۔

(۱۱) اور یہ کہ میں ان باتوں کو مکروہ نہ جانتا تو آج عیسیٰ سے کم نہ ہوتا۔

(۱۲) اپنے آپ کو اگلے انبیاء سے افضل بتانا۔

(۱۳) اور یہ کہنا کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(۱۴) اور یہ کہنا کہ اگلے ۶ سو انبیاء کی پیشگوئیاں غلط ہوئیں۔

(۱۵) اور وہ جھوٹے۔

(۱۶) اور یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار دادیاں اور نانیاں (معاذ اللہ) زانیہ تھیں۔

(۱۷) اور یہ کہ اسی خون سے عیسیٰ کی پیدائش ہے۔

(۱۸) اپنے آپ کو نبی کہنا۔

(۱۹) اپنی طرف وحی الٰہی آنے کا ادعا کرنا۔

(۲۰) اپنی بنائی ہوئی کتاب کو کلام الٰہی کہنا۔

(۲۱) اور یہ کہ آیۂ کریمہ ''مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد'' سے مراد میں ہوں۔

(۲۲) اور یہ کہ مجھ پر اترا ہے کہ ''انا انزلنٰہ بالقادیان وبالحق نزل'' غرض اس کے کفر وکذب حد شمار سے باہر ہیں کہاں تک گنے جائیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی نے مسئلہ ختم نبوۃ کے سلسلے میں متعدد سوالوں کے جواب اپنے فتاویٰ میں دیئے ہیں یہاں صرف ایک اقتباس ان کے رسالے المبین ختم النبیین سے نقل کر رہا ہوں جس میں انہوں نے نہایت تفصیل سے بحث کی ہے کہ خاتم

النبیین سے کیا مراد ہے؟ جس سے قادیانی کا کفر ثابت ہوتا ہے ملاحظہ کیجئے:

"حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے۔ آیۂ کریمہ "**ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین**" وحدیث متاتر "**لانبی بعدی**" سے تمام امت مرحومہ کے سلفا و خلفا ہمیشہ یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس ﷺ بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخری نبی ہوئے۔ حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔ امت نے اجماع کیا ہے کہ آیت و احادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسولوں کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کے خلاف کریں وبحکم اجماع امت وبحکم قرآن و حدیث سے یقیناً کافر ہیں۔ ضروریات دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ قال و قیل اصلاً مسموع نہیں جیسے آج کل دجال قادیانی بک رہا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد ہے اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج و تابع ہو کر آئے کچھ حرج نہیں اور وہ خبیث اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے یا ایک اور دجال نے کہا تھا کہ تقدم تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں (تحذیر الناس، ص۱۲)

آگے چل کر اسی مسئلہ پر قمطراز ہیں:

"فقیر نے اپنی کتاب جزاءاللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ" (۱۳۱۷ھ) میں اس مطلب (خاتم النبیین) پر صحاح وسنن و مسانید و معاجیم و جوامع سے ایک سو بیس (۱۲۰) حدیثیں اور تکفیر منکر کہ ارشادات ائمہ و علماء قدیم و حدیث و کتب و عقائد و اصول فقہ و حدیث سے ۳۰ نصوص ذکر کیے۔ وللہ الحمد للہ تو یہاں عموم و استغراق کا انکار خواہ کسی تاویل و تبدیل کا اظہار نہیں کر سکتا مگر کھلا کافر، خدا کا دشمن، قرآن کا منکر، مردود و ملعون، خائب و خاسر والعیاذ باللہ العزیز القادر"

امام احمد رضا نے تمام دین اسلام کے دشمنوں سے عوام الناس کو دور اپنے کی تلقین و تنبیہ فرمائی ہے ان سے خلط ملط ملنا جلنا کسی طرح جائز نہیں بلکہ یہاں تک فرماتے ہیں کہ جب کوئی دین کا دشمن ہو جائے اور مرتد و کافر بن جائے تو اس سے دوری اختیار کر لو چاہے وہ تمہارا سگا کیوں نہ ہو آپ کی یہ تعلیم آپ کے مندرجہ شعر سے عیاں ہے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں سے کیا مروت کیجئے

تمام اہلسنت و جماعت کے علماء و فضلاء مشائخ و عوام کو چاہیے کہ مصطفیٰ کے دشمنوں سے دور ہوں ان سے کسی قسم کا گٹھ جوڑ نہ کریں بلکہ مصطفیٰ ﷺ کی خاطر آپس میں ایک دوسرے سے شکوہ دور کر کے گلے ملیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔...........آمین

بجاہ الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆☆☆

برِ عظیم پاک و ہند

میں سنی علماء و مشائخ کی علمی و عملی کاوشیں بسلسلہ

رد قادیانیت

تلخیص و ترتیب: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

قادیانی دھرم اور غلام قادیانی کی تحریک کو سمجھنے کے لئے اس دور میں سیاسی اور مذہبی حالات کی ایک جھلک ملاحظہ ہوتا کہ اس تحریک کے صحیح خدوخال واضح ہوں۔

(۱) ۱۸۶۰ء میں ''تعزیرات ہند'' کو ترتیب دیا گیا جس میں کہا گیا کہ ہر آدمی کو مذہبی ''تبلیغ کی اجازت'' ہے۔ گویا برِعظیم کے مسلمانوں میں مذہبی انتشار پھیلانے والوں کو قانونی تحفظ دے دیا گیا۔

(۲) ۱۸۸۰ء میں برٹش گورنمنٹ نے مذہبی امدادی فنڈ کا اجراء کیا۔ اسی سال ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت کے لئے چندہ کی اپیل شائع ہوئی۔ تاکہ ''برٹش ایڈ'' چندہ کے روپ میں ہضم کیا جاسکے۔

(۳) ۱۸۷۳ء میں ''تحذیر الناس'' لکھی گئی جس میں ''اجرائے نبوت'' کو ممکن بتایا گیا۔

شیخ ملت باحدیث دل نشیں
بر مراد ''او'' کند تجدید دیں

غلام قادیانی کی لغویات، ضلالات اور کفریات کے ردو ابطال میں علماء و مشائخ اہلسنت (شکر اللہ سعیھم) کی مساعی بڑی وسیع ہیں، یہ علمی و عملی سرگرمیاں بصیرت افروز بھی ہیں اور ہمت افزا بھی۔ قادیانیت کی تردید میں سنی علماء اور مشائخ نے مرزا غلام قادیانی اور اس کے متبعین سے..... مناظرے کئے..... کتابیں لکھیں..... فتاویٰ جاری کئے..... اشتہارات شائع کئے..... مرزا اور مرزائیوں کو ذلیل کرنے کے لئے ان پر دعوے دائر کئے، ان مقدمات میں مرزا اور اس کے متبعین کو ذلت و خواری اٹھانا پڑی۔

مرزائیت کی تردید میں اہلسنت کے علماء و مشائخ کے علاوہ اگرچہ دیگر فرقوں کے اکابر نے بھی حصہ لیا۔ مگر ان کی مساعی بہت بعد کی ہیں اور بہت محدود ہیں۔ برِعظیم کے سنی علماء و مشائخ، جنہوں نے قادیانیت کا بھرپور رد فرمایا، اس کثیر تعداد میں ہیں کہ کسی ایک فہرست میں ان کا شمار بہت مشکل ہے، یہاں صرف چند جید علماء و مشائخ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ سنی علماء، مشائخ کے قادیانیت کے تردیدی کارناموں کو سہولت کے لئے ہم چار ادوار میں تقسیم کرلیتے ہیں:

(۱) غلام قادیانی کی موت تک

(۲) مرزا قادیانی کی موت سے لیکر قیام پاکستان تک

(۳) ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت

(۴) ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت

اور اس کے بعد غلام قادیانی کی زندگی سراپا شرمندگی

*(ملخص از ''قادیانی فتنہ اور علمائے حق'' مصنفہ مولانا محمد سعید احمد صاحب۔ اسلامک فاؤنڈیشن، آف نارتھ امریکہ۔ جنہ (شکریہ کے ساتھ)

میں جن اکابر علماء اہلسنت نے اس کے دعاوی باطلہ کی علمی اور عملی تردید فرمائی ان میں درج ذیل نام سرفہرست ہیں۔

۱---امام احمد رضا محدث بریلوی
۲---پیر مہر علی شاہ گولڑوی
۳---پیر جماعت علی شاہ علی پوری
۴---پیر خواجہ اللہ بخش تونسوی
۵---مولانا غلام دستگیر قصوری
۶---مولانا کرم الدین
۷---مولانا غلام قادر بھیروی
۸---مولانا فقیر محمد جہلمی
۹---مولانا اصغیر علی روحی
۱۰---مولانا رحمت اللہ کیرانوی
۱۱---مولانا غلام اللہ قصوری
۱۲---مولانا حامد رضا بریلوی
۱۳---مولانا محمد عبد اللہ گجراتی
۱۴---پیر ضیاء الدین سیالوی
۱۵---مولانا دیدار علی الوری
۱۶---مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی
۱۷---پیر معظم الدین مرولہ والہ
۱۸---پیر محمد حسین مراد آبادی
۱۹---مفتی عبد الغفار گوالیار
۲۰---مولانا لطف اللہ حیدر آباد
۲۱---مولانا عبد اللہ گڑھی پٹھاناں، راولپنڈی
۲۲---مولانا کلیم اللہ مچھیانہ، گجرات
۲۳---پیر خلیل الرحمٰن ہانسوی
۲۴---مولانا ابوالخیری مجددی دہلوی
۲۵---قاضی سلطان محمود آئی اعوان، گجرات
۲۶---مولانا غلام محمد بگوی
۲۷---مولانا عبد السمیع رامپوری
۲۸---پیر عبد الخالق جہاں خیلاں
۲۹---پیر عبد الرحمٰن چھوہروی
۳۰---شیخ نظام الدین بریلوی
۳۱---پیر سراج الحق کرنالوی
۳۲---مولانا نواب الدین ستکوہی
۳۳---پیر سید عبد الغفار باجھ خیلاں
۳۴---پیر محمد چراغ چکوڑی بھیلووال، گجرات
۳۵---پیر عبد العزیز چاچڑ شریف
۳۶---پیر غلام فرید چاچڑ شریف
۳۷---پیر احمد علی بٹالوی
۳۸---مولانا احمد بھوئی
۳۹---مولانا عبد اللہ جلوموڑ
۴۰---مولانا نور احمد ملتانی
۴۱---مولانا محمد نور الحق شاہ پور
۴۲---مولانا شاہ عبد العزیز باغبانپوری
۴۳---مولانا محمد غازی راولپنڈی
۴۴---مولانا سراج الدین گولڑا
۴۵---مولانا غلام مصطفیٰ لاہور
۴۶---مولانا محکم الدین لاہور
۴۷---مولانا عبد اللطیف افغانی
۴۸---مولانا جمال الدین راولپنڈی

۴۹---مولانا محمود الدین ڈیرہ غازی خاں

۵۰---مولانا غلام احمد لاہور

۵۱---مولانا عبدالرحیم واعظ، لاہور

۵۲---مولانا شہاب الدین مرولہ

۵۳---مولانا فتح محمد جموں

دیگر علماء اور مشائخ

مرزا قادیانی نے ۲۰ رجولائی ۱۹۰۰ء کو اپنے مخالفین اور مکذبین چھیاسی (۸۶) علماء کی جو فہرست شائع کی ان میں اکثریت سنی حضرات تھے۔

تردید مرزائیت میں علمی محاذ اور تحریری خدمات:

(۱) المقاله المسفره عن احكام البدعة المكفرة (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء) تصنیف امام احمد رضا محدث بریلوی۔

(۲) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (ربیع الاول ۱۳۲۰ھ/ اگست ۱۹۰۲ء) تصنیف امام احمد رضا محدث بریلوی

(۳) المستند المعتمدبناء نجاة الابد (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) مولانا فضل رسول بدایونی کی کتاب پر عربی میں حاشیہ از امام احمد رضا بریلوی

(۴) قهر الديان على مرتد بقاديان (۱۳۲۳ھ/ جولائی ۱۹۰۵ء) مرزا قادیانی کو دعوت مناظرہ، شرائط مناظرہ، طریق مناظرہ، مبادی مناظرہ، مصنفہ امام احمد رضا۔

نوٹ: اسی نام کا ایک ماہواری رسالہ کے چند شمارے مولانا حسن رضا برادر اصغر امام احمد رضا کے زیر ادارت بھی شائع ہوئے۔

(۵) جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوه (رجب ۱۳۱۷ھ/ دسمبر ۱۸۹۹ء) تصنیف امام احمد رضا محدث بریلوی۔ ختم نبوت کے مطلب ایمانی پر ایک سو بیس (۱۲۰) اور منکرین ختم نبوت پر تیس نصوص کے تازیانے کتاب مذکورہ کا طغریٰ ہیں۔

اس کتاب مستطاب پر عرب وعجم کے جن علمائے کرام نے تصدیق فرمائی وہ یہ ہیں۔

..........مولانا شیخ احمد مکی، مدرس مکہ معظمہ

..........مولانا حامد رضا بریلوی

..........مولانا نصیر الدین حسن خاں

..........مولانا مطیع الرسول عبدالمقتدر بدایونی

..........مولانا مفتی محمد عبداللہ لاہور

..........مولانا محمد اسمٰعیل، لاہور

..........مولانا غلام احمد لاہور

..........مولانا محمد ذکر بگوی

..........مولانا غلام محمد بگوی

..........مولانا محمد عبدالرشید دہلوی

..........مولانا قاضی ظفر الدین

..........مولانا احمد حسن کانپوری

..........مولانا لطف اللہ علی گڑھی

..........مولانا جان احمد حسن

..........مولانا عبدالسمیع رامپوری

(اور دیوبندی اکابر)

(۶) حسام الحرمين على منحر الكفر والمين (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) دور حاضر میں پیدا ہونے والے باطل فرقوں کا رد جلیل، علماء حرمین شریفین کے فتاویٰ سے مؤید یہ کتاب امام احمد رضا محدث بریلوی کی معرکۃ الآراء تصانیف میں سے ہے، دیگر قائدین فتنوں کے علاوہ مرزا غلام قادیانی کی کفریات اور ارتداد کا بیان ہے۔

(۷) **رسالہ باب العقائد والکلام** (۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء)

امام احمد رضا محدث بریلوی کی یہ تصنیف فتاویٰ رضویہ (جہازی سائز) جلد اول کے ۷۳۵ تا ۷۴۹ صفحات پر پھیلا ہوا ہے

(۸) **المبین ختم النبیین** (۱۳۲۶/ ۱۹۰۸)

ختم نبوت پر بے مثال کتاب امام احمد رضا کی تصنیف ہے

(۹) **الجراز الدیانی علی مرتد قادیانی**

(۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) مصنفہ امام احمد رضا۔

(۱۰) متفرق فتاویٰ مندرجہ فتاویٰ رضویہ، احکام شریعت، عرفان شریعت، فتاویٰ افریقہ، اور دیگر مصنفات، امام احمد رضا محدث بریلوی نے زندگی بھر عظمت مصطفیٰ ﷺ کے گستاخوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا، آپ کے فتاویٰ میں مرزا قادیانی کے ارتداد اور اس کے متبعین کے احکام بکثرت موجود ہیں۔

(۱۱) **الصارم الربانی علی اسراف القادیانی**

(۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷)

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی کی یہ محققانہ تصنیف پٹنہ سے پہلی بار ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔

(۱۲) **رجم الشیاطین براغلوطات البراھین:**

عارف کامل مولانا غلام دستگیر قصوری (م ۱۸۹۷ء) کی یہ تصنیف ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں شائع ہوئی۔

(۱۳) **فتح الرحمانی بدفع کید قادیانی**

مولانا غلام دستگیر قصوری کی بلند پایہ تصنیف ہے۔

(۱۴) **تحقیقات دستگیریہ فی ھفوات براھینیہ:**

مولانا غلام دستگیر قصوری (م ۱۸۹۷ء) نے براہین احمدیہ کے ہفوات وضلالات کو محققانہ انداز میں پیش کیا۔

(۱۵) **شمس الھدایہ فی اثبات حیات المسیح**

(۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء)

عارف کامل پیر مہر علی شاہ گولڑوی (م ۱۹۳۷ء) کی محققانہ تصنیف ہے۔

(۱۶) **سیف چشتیائی** (۱۳۱۹ھ/۱۹۰۲ء)

مرزا قادیانی کی کتاب ''اعجاز المسیح'' (عربی) پر ایک سو اعتراضات اور اشکالات اور مولوی محمد احسن مرزائی کی کتاب شمس بازغہ کے رد میں بے مثال کتاب حضرت پیر مہر علی گولڑوی کی شاہکار تصنیف ہے، متعدد مرزائی اس کتاب کو پڑھ کر تائب ہو چکے ہیں۔

(۱۷) **راست بیانی بر شکست قادیانی:**

حضرت خواجہ پیر مہر علی گولڑوی اور مرزا قادیانی کے درمیان ختم نبوت کی بعض مباحث پر مشتمل دلچسپ کتاب ہے۔

(۱۸) **الالھام الصحیح فی اثبات حیاۃ المسیح**

(۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء) (عربی مصنفہ) مولانا غلام رسول شہید امرتسری۔

(۱۹) **اردو ترجمہ تصدیق المسیح:**

(۲۰) فوائد فریدیہ: (۱۳۱۹ھ/۱۹۰۰ء سے پہلے لکھی گئی)

مصنفہ بحر معرفت حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف

استدراک:

مولوی رشید احمد نے مرزا کو مرد صالح لکھا بعد میں مرزا کی تکفیر میں دوسرے علماء کا ہمنوا بن گئے۔ اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ کی اشاعت پر اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنہ'' کے چھ پرچوں میں کتاب مذکور کو اس صدی کا شاہکار اور مرزا قادیانی کو بے نظیر عالم دین اور صاحب کشف وکرامت ولی اللہ قرار دیا۔ دعویٰ نبوت کے بعد بٹالوی نے مرزا قادیانی کو مرتد قرار دیا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کے ابتدائی خیالات دربارۂ مرزا کے لئے فتاویٰ قادریہ (لودھانہ ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) ملاحظہ ہو۔

دیگر علمی مساعی در ردِّ مرزا قادیانی:

(۲۱) بے نقطہ قصیدہ عربیہ (چالیس اشعار)

مرتبہ سحبان الہند مولانا ابوالفیض محمد حسن فیضی، بھین ضلع جہلم ۱۳ فروری ۱۸۹۹ء۔

(۲۲) قصیدہ عربی فارسی:

مولانا شیخ محمد عبداللہ، عمر چک گجراتی (م ۱۹۲۱ء)

(۲۳) قصیدہ عربیہ فی تردید قصیدہ اعجازیہ:

مرزا غلام قادیانی کی اغلاط پر سے قصیدہ اعجازیہ کافی الفور ردّ لکھ کر مولانا اصغر علی روحی (م ۱۹۵۴ء) پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

(۲۴) کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام احمد قادیانی:

مولانا قاضی فضل احمد لودھانوی نے ازالۂ اوہام کا رد ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء میں لکھا جو علماء کی تقاریظ کے ساتھ ۱۸۹۸ء ہی میں لاہور سے طبع ہوا۔

(۲۵) فتویٰ در ابطال نکاح المرتد:

مولانا غلام قادر بھیروی (م ۱۹۰۹ء) نے پنجاب میں مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ دیا کہ قادیانی اور اس کے ماننے والے مرتد ہیں۔ ان کے ساتھ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح حرام اور ناجائز ہے۔

عارف باللہ غلام بھیروی ہی واحد شخصیت ہیں جنہوں نے بیگم شاہی مسجد، لاہور میں (جہاں آپ خطیب اور متولی تھے) کی پیشانی پر ایک پتھر نصب کروایا جس پر یہ عبارت کندہ تھی:

باتفاق انجمن حنفیہ وحکم شرع شریف قرار پایا ہے کہ کوئی وہابی، رافضی، نیچری، مرزائی، مسجد ہذا میں نہ آئے اور خلاف مذہب حنفی کوئی بات نہ کرے

فقیر غلام قادر عفی عنہ متولی بیگ، شاہی مسجد

(۲۶) (ہفت روزہ سراج الاخبار، جہلم) ناشر مولانا فقیر محمد جہلمی زیر ادارت مولانا ابوالفضل۔ اس اخبار نے دیگر فرق باطلہ کے ساتھ ساتھ ردمرزا اور قایانی دھرم میں بے مثال خدمات انجام دیں

(۲۷) فتاویٰ علماء حرمین شریفین:

امام احمد رضا محدث بریلوی کے رسالہ ''المقالۃ المسفرہ'' (۱۳۰۱ھ) کے بعد مولانا غلام دستگیر قصوری کے رسالہ ''رجم الشیاطین'' پر مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی (شیخ الاسلام ترکیہ سلطنت) اور علماء حرمین نے تصدیقات لکھیں اور مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا، لیکن مولانا قصوری نے اصلاح کی غرض سے ان فتاویٰ کو ۱۳۱۲ھ تک شائع نہ کیا جب اصلاح کی امید ختم ہوگئی تو ان فتاویٰ کو شائع فرمادیا جس کے نتیجے میں مرزا سے مباہلہ ہوا۔

اس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

(۲۸) **اتمام الحجۃ عمن اعرض عن الحجتہ**

(غیر مطبوعہ) مصنفہ: مولانا اصغر علی روحی

(۲۹) **بشارت محمدی فی ابطال رسالت قادیانی:**

مولفہ مولانا بابو محمد پیر بخش، مطبوعہ انجمن تائید الاسلام، لاہور

(۳۰) **تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح:**

مولانا بابو محمد پیر بخش، مطبوعہ انجمن تائید الاسلام، لاہور

(۳۱) تردید امامتِ کاذبہ

(۳۲) تردید نبوت قادیانی

(۳۳) تردید معیار صداقت قادیانی

(۳۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا

(۳۵) ختم نبوت، مصنفہ مولانا مفتی غلام مرتضیٰ

(۳۶) فیض جاری ملقب ہدیۃ البخاری

(مصنفہ مولانا محمد اکرام الدین بخاری)

(۳۷) فتویٰ در تردید دعاوی مرزا قادیانی

مولانا ارشاد حسین رامپوری نے یہ کتاب ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۶ء سے قبل لکھی۔

مرزا قادیانی کی زندگی میں علماء و مشائخ کی عملی مساعی، بسلسلہ ردّ قادیانیت:

(1) ۲ رشعبان المعظم ۱۳۱۴ھ/ جنوری ۱۸۹۷ء کو مسجد ملا مجید، واقع چہل بیبیاں، موچی دروازہ لاہور مولانا غلام دستگیر قصوری سے مرزا قادیانی نے مباہلہ طے کیا، مولانا قصوری موقع پر آئے مگر مرزا قادیانی مقابلہ کے لئے نہ آیا۔

(2) مرزا قادیانی کی اعجازِ احمدی (جس کو مرزا اپنی جھوٹی نبوت کی تائید میں بطور تحدی پیش کر رہا تھا) کی غلط عربی عبارات پر مولانا اصغر علی روحی نے عالمانہ گرفت فرمائی۔ مرزا قادیانی کو اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا پڑا۔

(3) ۱۹ راگست ۱۹۰۳ء کو رائے چند دلال مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی کچہری میں اہلسنت کی طرف سے قائم کردہ مقدمہ میں مرزا قادیانی کو اعتراف کرنا پڑا کہ سیف چشتیائی میں سرقہ مضامین کا جو الزام میں نے اپنی کتاب نزول المسیح میں حضرت پیر مہر علی گولڑوی پر لگایا ہے۔ وہ غلط ہے، میں وہ الزام واپس لیتا ہوں، اس وقت مرزا قادیانی کی شرمندگی دیدنی تھی۔

(4) مرشد برحق حضرت صوفی محمد حسین مراد آبادی نے اپنے ممتاز خلیفہ سراج الاولیاء خواجہ شاہ سراج الحق کو کرنال سے لا کر گورداسپور مامور فرمایا تاکہ مرزا قادیانی کے قریب رہ کر اس کا ناطقہ بند کر دیا جائے۔

(5) مولانا نواب الدین رمداسی خلیفہ خواجہ سراج الحق نے اگست ۱۹۰۳ء میں مرزا کو بازو سے پکڑا اور اسے لاجواب کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر خدا کو نبی بنانا ہوتا ہو تجھ جیسے بجو (بدشکل، کریہہ منظر) کو نہ بناتا، بلکہ مجھ جیسے وجیہہ کو بناتا مگر نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے"

(6) خواجہ شاہ سراج الحق چشتی نے سالانہ عرس کی تقریبات کے لئے دسمبر کے آواخر کی تاریخیں مقرر کیں۔

جب کہ عمومی طور پر اولیائے کرام کے اعراس قمری تاریخوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ خواجہ موصوف کا یہ عمل رد مرزائیت کے لئے تھا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا سالانہ جلسہ انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دسمبر کے آواخر میں کرسمس کے موقعہ پر ہوتا تھا۔

(7) امام العارفین خواجہ اللہ بخش تونسوی (م ۱۹۰۱ء) نے مرزا قادیانی کی تردید نہایت موثر انداز میں فرمائی۔

(8) مجاہد اسلام خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے علاقہ سون سیکسر سے وہ پتھر اکھڑوا دیا جس پر ترکوں کے خلاف لڑنے والوں کے نام کندہ تھے۔

یاد رہے جنگ عظیم دوم میں ترکوں کی شکست پر جب کہ عالم اسلام غم زدہ تھا، مرزائیوں نے اظہار مسرت کی خاطر چراغاں کیا۔ انگریزوں کی وقتی فتح پر انہیں مبارک بادی کے پیغامات ارسال کئے، خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے اپنے اس عمل سے انگریزوں اور قادیانیوں کے خلاف اظہار نفرت کیا۔

(9) واعظ اسلام
تحریر و تقریر کے ذریعے
(10) حضرت
اور مرز
رمضان
شمس الھدایہ تصنیف
دوسری طرف قا
اور وہ مبہوت ہو
مرز
کیا۔ اس میں
گولڑہ کا نام بھی
تفسیر لکھنا قرار
قرار پایا۔ علماء
بادشاہی مسجد میں
مقرر ہوئے۔
کی۔ اسی مو
ملت (۲۸) ک
اشتہار شائع
(12)
بادشاہی مس
مباہلہ کا چی
کے باوجو

(9) واعظ اسلام مولانا محمد اکرام الدین بخاری لاہوری نے تحریر وتقریر کے ذریعے مرزا قادیانی کا ردِ بلیغ کیا۔

(10) حضرت پیر مہر علی شاہ کا دعوت مناظرہ اور مرزا کی روپوشی:

رمضان ۱۳۱۷ھ اوائل ۱۹۰۰ء میں خواجہ گولڑوی نے شمس الھدایہ تصنیف کی۔ علماء اسلام نے آپ کو داد تحسین دی۔ دوسری طرف قادیان میں تہلکہ پڑ گیا۔ مرزا قادیانی پر اوس پڑ گئی اور وہ مبہوت ہو کر لاجواب ہوا۔

مرزا قادیانی نے ۲۲/جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار شائع کیا۔ اس میں چھیاسی علماء کو دعوت مناظرہ دی۔ ان میں تاجدار گولڑہ کا نام بھی تھا۔ مناظرہ کا موضوع عربی میں قرآنی آیات کی تفسیر لکھنا قرار پایا، ۲۵/اگست ۱۹۰۰ء لاہور کے مقام پر مناظرہ ہونا قرار پایا۔ علماء اہلسنت اور دیگر فرقوں کے اکابر جمع ہو گئے۔ بادشاہی مسجد میں باالتفاق علماء حضرت پیر مہر علی گولڑوی مناظرِ اسلام مقرر ہوئے۔ بار بار اعلان اور تقاضا کے مرزا نے راہِ فرار اختیار کی۔ اسی موقع پر اٹھاون علماء (۵۸) اور اٹھائیس اکابر ملت (۲۸) کی طرف سے مناظرہ کا فرار اور اہلسنت کی فتح کا اشتہار شائع ہوا۔

(12) مرزا قادیانی پر آخری ضرب کاری، جس سے مرزا جانبر نہ ہو سکا:

۲۲/مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت امیر ملت سید جماعت علی نے بادشاہی مسجد لاہور میں جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مرزا قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ مرزا لاہور میں موجود تھا بار بار کے تقاضا اور اعلان کے باوجود مرزا سامنے نہ آ سکا۔

حضرت امیر ملت نے ۲۵-۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو درمیانی شب پیشین گوئی فرمائی کہ چند ہی دنوں میں مرزا عبرت ناک موت سے دوچار ہوگا۔ آپ کی پیشن گوئی کے مطابق مرزا آنجہانی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء قبل دوپہر عبرت ناک موت سے مر کر واصل جہنم ہوا۔

مرزا قادیانی مجرموں کے کٹہرے میں:

علماء مشائخ اہلسنت نے علمی، تحقیقی، تحریری اور تقریری انداز میں ردِ قادیانیت کے ساتھ ساتھ خود مرزا اور اس کے حواریوں کو ان کی سرپرست گورنمنٹ کی کچہریوں میں مقدمات میں نامزد کیا، کچہریوں کی طرف سے مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو ذلت آمیز رویہ سے دوچار ہونا پڑا اس طرح عام آدمی، جو علمی دلائل سے واقفیت نہیں رکھتا اس کے سامنے ان کا پول کھل گیا۔

ردِ مرزائیت بعد موت مرزا قادیانی ۱۹۵۲ء سے پہلے تک:

(۱) علمی محاذ:

ردِ مرزائیت میں علماء و مشائخ اہلسنت نے تحریری طور پر اتنا سرمایہ فراہم کیا جس کا احاطہ دشوار ہے یہ قابل قدر تصانیف اپنے اپنے انداز میں لاجواب ہیں۔ انہیں تصانیف کی برکت سے ایک جہاں کے عقائد محفوظ اور مضبوط رہے اور بہت سے ہوش مند مرزائیوں کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ ان تصانیف میں چند ایک کا تذکرہ اجمالی طور پر درج ذیل ہے:

۱----اتفاق ونفاق بین المسلمین کا موجب کون ہے؟

مولفہ قاضی فضل احمد لودھانوی، مطبوعہ ۱۳۴۵ھ

۲----الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح۔

مولفہ بابو محمد پیر بخش، مطبوعہ لاہور-۱۹۲۴ء

۳----افادۃ الافہام۔

مصنفہ مولانا انوار اللہ خاں حیدر آبادی مطبوعہ حیدر آباد

۴----اکرام الٰہی بجواب انعام الٰہی (دو جلد مکمل)

مصنفہ مولانا مفتی عزیز احمد بدایونی۔

۵----تازیانۂ عبرت۔

مصنفہ مولانا کرم الدین دبیر مطبوعہ مسلم پریس لاہور، ۱۹۳۲ء

۶----تتمہ قادیانی مذہب۔

مصنفہ پروفیسر محمد الیاس برنی، مطبوعہ اشرف پریس، لاہور

۷----تردید فتویٰ ابوالکلام آزاد و مولوی محمد مرزائی۔

مرتبہ مولانا قاضی فضل احمد لودھیانوی ۱۳۴۲ھ

۸----**الجثجات علی السلام فی الذب عن حریم الاسلام**، مصنفہ مولانا محمد عالم آسی امرتسری

۹----جمعیت خاطر۔

مولانا قاضی فضل احمد لودھیانوی، مطبوعہ ۱۳۳۳ھ

۱۰----الحق المبین

مصنفہ مولانا عبدالغنی ناظم، مطبوعہ حجازی پریس لاہور، ۱۳۵۴ھ

۱۱----حیات عیسیٰ علیہ السلام

مولفہ مولانا مہر الدین جماعتی، مطبوعہ لاہور

۱۲----ختم نبوت، مصنفہ مولانا محمد ایوب، کراچی

۱۳----ختم نبوت، مصنفہ مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں۔

۱۴----رسالہ خاتم النبیین، مصنف مولانا غلام مہر علی

۱۵----سیف رحمانی علی راس القادیانی،

مصنفہ مولانا غلام جان ہزاروی، غیر مطبوعہ

۱۶----السیوف الکلامیہ لقطع الدعاوی الغلامیہ،

مصنفہ مولانا عبدالحفیظ قادری بریلوی، مطبوعہ صابر الیکٹرک پریس، لاہور۔

۱۷----الصارم الربانی علیٰ کرشن قادیانی،

مصنفہ مولانا مفتی محمد صاحبداد خاں

۱۸----ظہور صداقت ردِ مرزائیت،

مصنفہ پیر ظہور احمد شاہ جلال پوری

۱۹----عقب آسمانی بر مرزائے قادیانی،

مصنفہ مولانا نور الحسن سیالکوٹی

۲۰----قادیانی فتنے کا ارتداد،

مصنفہ قاری احمد پیلی بھیتی، (غیر مطبوعہ)

۲۱----قادیانی قول و فعل، مصنفہ پروفیسر محمد الیاس برنی،

مطبوعہ اشرف پریس، لاہور

۲۲----قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ، ہر دو حصص،

مصنفہ پروفیسر محمد الیاس برنی، حیدر آباد

۲۳----**القول الصحیح فی اثبات حیات المسیح**،

مصنفہ مولانا مفتی محمد امیر علی خاں، مطبوعہ ملتان۔

۲۴----القول الفصیح فی قبر المسیح،

مصنفہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی، مطبوعہ بہاولپور

۲۵----قہر یزدانی بر سر دجال قادیانی،

مصنفہ پیر ظہور شاہ جلال پوری

۲۶----قہر یزدانی بر قلعہ قادیانی،

مصنفہ مولانا نظام الدین ملتانی

۲۷----کذاب قادیان،

مصنفہ مولانا مشتاق احمد چشتی، مطبوعہ راولپنڈی

۲۸----کیا مرزا قادیا

مصنفہ مولانا قاضی فضل

۲۹----مخزن رحمت

مصنفہ قاضی فضل احمد

۳۰----مرزا قاد

مصنفہ مولانا ضیاء ال

۳۱----مرزائی

مصنفہ مولانا عبدا

۳۲----مرزا

مصنفہ مولانا عبد

۳۳----or

مصنفہ مولانا عبدا

۳۴----مرزا

مصنفہ مولانا عبدا

۳۵----مرزا

۳۶----معیا

مصنفہ مولانا خوا

۳۷----مقد

مصنفہ پروفیسر

۳۸----مقبر

مصنفہ مولانا محم

۳۹----نیا

مصنفہ مولانا

۴۰----خ

افاضات اما

۲۸---کیامرزا قادیانی مسلمان تھا؟
مصنفہ مولانا قاضی فضل احمد لودھیاوی، غیر مطبوعہ

۲۹---مخزن رحمت بر قادیانی دعوت،
مصنفہ قاضی فضل احمد لودھیاوی، مطبوعہ، لاہور ۱۳۴۵ھ

۳۰---مرزا قادیانی کی حقیقت،
مصنفہ مولانا ضیاء اللہ قادری، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۷۵ء

۳۱---مرزائی حقیقت کا اظہار،
مصنفہ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

۳۲---مرأۃ (عربی)،
مصنفہ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

۳۳---The Mirrior (انگریزی)،
مصنفہ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

۳۴---مرزائی حقیقت کا اظہار (بزبان ملائیشیا)،
مصنفہ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

۳۵---مرزائی نامہ، مصنفہ مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش

۳۶---معیار المسیح،
مصنفہ مولانا خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی، مطبوعہ ۱۳۲۹ھ

۳۷---مقدمہ قادیانی مذہب،
مصنفہ پروفیسر الیاس برنی، مطبوعہ لاہور

۳۸---مقیاس نبوت،
مصنفہ مولانا محمد عمر اچھروی، مطبوعہ لاہور

۳۹---نیام ذوالفقار بر گردن خاطی مرزائی فرزند علی،
مصنفہ مولانا قاضی فضل احمد لودھیانوی، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۵ھ

۴۰---خلاصہ فوائد فتاویٰ،
افاضات امام احمد رضا بریلوی مطبوعہ بریلی ۱۳۲۴ھ

۴۱---الصوارم الہندیہ، مولفہ مولانا حشمت علی لکھنوی

۴۲---الکاویہ علی الغاویہ (دو جلد عربی اور اردو علیحدہ علیحدہ)،
مصنفہ مولانا محمد عالم آسی امرتسری

۴۳---الظفر رحمانی، مصنفہ قاضی غلام مرتضیٰ

۴۴---مرزائیت پر تبصرہ،
مصنفہ مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری

۴۵---قادیانی مذہب کا فوٹو،
مصنفہ مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری

۴۶---فتویٰ جواز سوشل بائیکاٹ، مرتبہ مولانا منظور احمد ہاشمی

۴۷---بائیکاٹ کی شرعی حیثیت،
مرتبہ مولانا مفتی محمد امید، فیصل آباد

۴۸---ردّ مرزا قادیانی (غیر مطبوعہ)
مصنفہ خواجہ محمد ابراہیم مجددی

۴۹---ختم المرسلین، مصنفہ مولانا مظہر الدین رمداسی

۵۰---اسلام اور قادیانیت،
مصنفہ علامہ محمد اقبال، مطبوعہ (۲ رجون ۱۹۳۳ء)

۵۱---اسلام اور احمدیت،
مصنفہ علامہ محمد اقبال، مطبوعہ (۱۲ راکتوبر ۱۹۳۳ء)

۵۲---ختم نبوت (بزبان انگریزی)
مصنفہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی

۵۳---حیات مسیح، مصنفہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی

۵۴---ہدایت الرشید للغوی المرید،
مصنفہ سید حبیب اللہ قادری

۵۵---ختم نبوت، مصنفہ سید ابوالحسنات شجاع الدین

۵۶---تکذیب مرزا بزبان مرزا، مولفہ سید محمد ولی اللہ

۵۷----سیف درگاہی برگردن مرزائی،

مصنفہ مولانا احمد دین درگاہی

۵۸----جماعت احمدیہ کا صریح مغالطہ، مصنفہ سید محمد القادری

۵۹----مرزائیوں کے عقائد، مصنفہ مولانا عبدالقدیر بدایونی

۶۰----قادیانی دعوت پر ہمارے استفسارات،

مولفہ قاری محمد تاج الدین

۶۱----قادیانی مرزا جی کی کہانی،

مولفہ مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری

۶۲----قادیانی کے احکام، مولفہ مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری

۶۳----خاتم النبیین، مصنفہ مصباح الدین

۶۴----کرشن قادیانی کے بیانات ہزیانی،

مولفہ ابوالحسنات محمد احمد قادری

۶۵----مرزا مرد ہے یا عورت،

مصنفہ شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری

۶۶----ایک حقیقت جس سے انحراف ناممکن ہے؟

مولفہ ڈاکٹر خواجہ محمد شوکت علی

۶۷----قادیانی کذاب: (۱۹۵۳ء)

مصنفہ مفتی رفاقت حسین بریلوی (۱۹)

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء:

قیام پاکستان کے بعد جب کہ نوزائیدہ مملکت ابھی پوری طرح مستحکم بھی نہ ہونے پائی تھی، مرزائیوں نے پورے ملک و ملت کے خلاف سازشوں کا جال بچھا دیا، صوبہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے منصوبے بننے لگے اندریں حالات دردمندان ملک وملت نے اس نازک صورت حال کے پیش نظر فتنہ مرزائیت کے انسداد کے لئے ملک گیر تحریک چلائی۔

اوائل دسمبر ۱۹۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء و زعماء نے مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری کو اپنے متفقہ قائد تسلیم کر لیا۔

اس تحریک کے تین بنیادی مطالبات تھے:

.....ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔

.....مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کی جائے۔

.....حضور خاتم النبیین کی تعلیمات کو آخری صحت تسلیم کیا جائے۔

اس تحریک میں ۱۳ر فروری ۱۹۵۳ء کو حکومت وقت سے مطالبات پیش ہوئے، ۲۴-۲۵، فروری کو علماء اور زعماء کی گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

علامہ ابوالحسنات قادری اور دیگر قائدین کی کراچی میں گرفتاری کے بعد مولانا عبدالستار خاں نیازی نے تحریک کو باحسن طریق چلایا ۶ر مارچ ۱۹۵۳ء کو مارشل لاء لگا دیا گیا مولانا نیازی اور دیگر علماء کو گرفتار کر لیا گیا، مقدمات فوجی بنچوں میں چلائے گئے۔ مولانا نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ یہ سزا بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوگئی۔ مگر ان مجاہدین کے عزم صادق کی بدولت یہ سزا معاف ہوگئی۔

اس تحریک میں اہلسنت کے جن علماء اور زعماء نے حصہ لیا اس کی فہرست طویل ہے، صرف چند اسماءِ گرامی کا تذکرہ دلچسپی کا باعث ہوگا۔

۱..........مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

۲..........سید خلیل احمد قادری

۳..........مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری

۴..........مولانا مفتی محمد امین بدایونی

۵..........مولانا سید احمد سعید کاظمی

۶..........مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری

۷.........مولانا غلام دین لاہور
۸.........مولانا سید فتح علی کھروڑہ سیداں
۹.........مولانا حسن جان
۱۰.........مولانا مفتی صاحبداد خان
۱۱.........مولانا شاہ احمد نورانی
۱۲.........خواجہ غلام محی الدین گولڑوی
۱۳.........صاحبزادہ فیض الحسن
۱۴.........مولانا مفتی محمد حسین نعیمی
۱۵.........مولانا سید محمد جلال الدین نقشبندی
۱۶.........مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی
۱۷.........مولانا محمد ابراہیم چشتی
۱۸.........مولانا اعجاز ولی خاں رضوی
۱۹.........مولانا عبدالحامد بدایونی
۲۰.........مولانا محمد سردار احمد
۲۱.........مولانا عبدالغفور ہزاروی
۲۲.........مولانا غلام محمد ترنم
۲۳.........مولانا فرید الدین بھوئی
۲۴.........مولانا مفتی محمد مظفر احمد دہلوی
۲۵.........مولانا خواجہ محمد قمر الدین سیالوی
۲۶.........مولانا سید محمود احمد رضوی
۲۷.........پیر غلام مجدد سرہندی
۲۸.........مولانا محمد بخش مسلم
۲۹.........مولانا سید محمود شاہ گجراتی
۳۰.........مولانا احمد دین درگاہی
۳۱.........مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑی

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء

(قادیانیت پر ضرب کاری)

حسب فطرت قادیانیت وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی رہی۔ علماء زعماء کی ضربوں سے وقتی طور پر دب جاتی رہی۔ مگر ۱۹۷۴ء میں سیاسی ابتری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیت کے عزائم پر کھل کر سامنے آئے۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر قادیانیوں نے فائرنگ کر کے اپنے عزائم کو واضح کر دیا۔ اس واقعہ سے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ مرکزی مجلس عمل کے صدر مولوی یوسف بنوری اور جنرل سیکریٹری مولانا سید محمود احمد رضوی منتخب ہوئے۔ مجلس کی پکار پر عوام نے قادیانیت پر آخری فیصلہ کن وار کرنے کا عزم کر لیا۔ اس تحریک کو منظم کرنے میں علماء و مشائخ اہلسنت نے نمائندہ کردار ادا کیا۔ پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کی بے لوث قیادت نے اس تحریک میں جان پیدا کر دی۔

قومی اسمبلی میں جن سنی زعماء نے بھرپور کردار ادا کیا ان میں:

.........علامہ شاہ احمد نورانی
.........مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری
.........مولانا سید محمد علی رضوی
.........مولانا محمد ذاکر
.........مولانا مفتی ظفر علی نعمانی ممتاز ہیں

انجمن طلباء اسلام کے نوجوانوں میں:

.........مولانا محمد اقبال اظہری، ....خالد حبیب الٰہی
.........محمد خاں لغاری، ....رانا لیاقت
.........قاری عطاء اللہ ....سید محمد صفدر شاہ
.........عبدالرحمٰن مجاھد ....محمد تقی

.........نذیر احمد غازی ....راؤ ارتضیٰ اشرفی
.........سید رضوان شکیل ....افضال قریشی
.........عبدالستار غازی ....حاجی محمد حنیف طیب

اور ان کے ساتھیوں نے اس تحریک میں ہراول دستہ کا کام کیا۔

سینکڑوں علماء و مشائخ اہلسنت نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں ۔ چالیس کے قریب افراد نے عظمت تاجدار ختم نبوت کی خاطر جام شہادت نوش کیا، قومی اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے قادیانیوں کے دونوں گروپوں (لاہوری ، قادیانی) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ قرارداد پاس کرنے سے پہلے مرزائیوں کے دونوں گرویوں کے قائدین کو صفائی کا موقع دیا گیا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرار داد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے پیش کی تھی ۔ اس طرح مسلمانوں کا ایک اہم مطالبہ منظور کر لیا گیا۔ اس تحریک کی موثر قیادت اور افرادی قوت علماء اور مشائخ اہلسنت ہی ہیں:

الحمدلله علیٰ ذلک

استدراک:

کانگریسی مجلس احرار (جس کا اب تبدیل شدہ نام مجلس تحفظ ختم نبوت ہے) آج کل (بظاہر) تحریک ختم نبوت میں سرگرم عمل ہے اور مختلف دعاوی میں ردِّ قادیانیت میں اپنی اولیت اور اولویت ثابت کرتی ہے درحقیقت ۱۹۳۳ء میں بنی ۔ اس وقت سے انہوں نے قادیانیت کا رد شروع کیا۔ تحریک قیام پاکستان میں مجلس احرار کا کردار مورخین پر واضح ہے۔ اس جماعت نے ہندو کانگریس سے بڑھ کر نظریہ پاکستان اور قیام پاکستان کی مخالفت کی ۔ پاکستان بن جانے کے بعد اس کی حیثیت مسلمانوں میں جو تھی وہ سب پر عیاں ہے ۔ اپنی خفت کو مٹانے اور کھویا ہوا وقار بحال کرنے کے لئے مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ ختم نبوت کو اپنی سرگرمیوں کے لئے منتخب کیا۔ تاکہ پاکستان میں مسلمانون کی مخالفت کا داغ ان کے چہروں سے مٹ سکے۔

عقیدت کی رو سے نہیں بلکہ حقیقت کے طور پر آپ فیصلہ کریں کہ مجلس احرار، مجلس تحفظ ختم نبوت، علماء اہل حدیث دیوبندیوں وغیرہ کی طرف سے عائد کردہ اس مغالطہ میں کتنی حقیقت ہے ۔ کیا یہ عناد تو نہیں یا جہالتِ محض یا یہ جھوٹی الزام تراشی نہیں کہ:

''بریلوی حضرات کی خدمات اس سلسلہ میں صفر کے برابر ہیں''

کیا مذکورہ حقائق کی روشنی میں یہ تاریخ کا بدترین جھوٹ نہیں ہے۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغؔ نام نہیں

☆☆☆

بھی عقیدہ رکھتے تھے۔

(ز) حضور وسیلۂ اعظم ہیں: (صفحہ نمبر 11 کا بقیہ)

اقبال نے کہا!

''سرکار دو عالم ﷺ کا ہم پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپ کے فرمانے سے کہ خدا ہے، ہم نے خدا کا اعتراف کرلیا۔ ورنہ ہم ساری زندگی خدا پر ایمان لا ہی نہیں سکتے تھے''

(اقبال اور عشق رسول مشمولہ، ماہنامہ بصیر، کراچی، ص ۶۹،۳، ۱۹۷۳ء)

معراج جسمانی پر بھی عقیدہ رکھتے تھے ۔ یہ واقعات ثابت کرتے ہیں کہ اقبال کا مسلک وہی تھا جسے آج ہم مسلک اعلیٰ حضرت کہتے ہیں ۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے کارنامۂ تجدید انجام دے کر اسلام کو سچی تصویر پیش کی وہ یہی ہے اور یہی مسلک اعلیٰ حضرت یعنی مسلک اہلسنت، مسلک حقہ یعنی اصل اسلام ہے۔

فاضل بریلوی اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری کا خاندان

مؤلف : محمد بہاء الدین شاہ ★

ساتویں قسط

☆ قاضی مکہ و مشہور فقیہہ شیخ احمد بن عبداللہ ناضرین مکی شافعی (۱۰۱)

☆ وزیر خزانہ علامہ سید محمد طاہر دباغ مکی (۱۰۲)

☆ الدلیل المشیر کے مصنف علامہ سید ابوبکر حبشی علوی مکی شافعی (۱۰۳)

☆ مدرس حرم مکی شیخ زکریا بن عبداللہ بیلا مکی (۱۰۴)

☆ مدرس حرم مکی شیخ ابوالفیض محمد یاسین فادانی مکی شافعی (۱۰۵)

☆ مجلس شوریٰ کے رکن شیخ حسن بن محمد مشاط مکی (۱۰۶)

☆ شیخ الاسلام شیخ محمد زہدی بن عبدالرحمٰن (۱۰۷)

☆ مفتی قطنا علامہ سید ابراہیم غلایینی دمشقی گیلانی نقشبندی مجددی (۱۰۸)

حوالے وحواشی

(۱۰۱) شیخ احمد بن عبداللہ ناضرین مکی شافعی (۱۲۰۰ھ/۱۳۷۰ھ) فاضل برلوی کے خلفاء میں سے ہیں۔ حالات کے لئے ملاحظہ ہوں: الدلیل المشیر ص ۴۷-۵۱، سیر و تراجم ص ۴۷-۵۰، اھل الحجاز بعبقہم التاریخی ص ۲۵۵-۲۵۷۔

(۱۰۲) علامہ سید محمد طاہر دباغ مکی (۱۳۰۸ھ/۱۳۷۸ھ) نے مکہ مکرمہ کے علاوہ اسکندریہ میں تعلیم پائی۔ دیگر اساتذہ میں شیخ عمر حمدان، مدرسہ صولتیہ کے مدرس مولانا مشتاق احمد ہندی، محدث شام علامہ سید محمد بدر الدین حسنی دمشقی اہم ہیں۔ علامہ سید محمد طاہر دباغ حجاز مقدس کے ھاشمی عہد میں ۱۳۴۳ھ سے ۱۳۴۴ھ تک شریف علی بن حسین کے وزیر خزانہ رہے اور اسی دوران آپ ایک وفد لے کر ہندوستان آئے۔ جب حجاز پر ال سعود خاندان کی حکمرانی قائم ہوئی تو بہت سے حجازی باشندوں کی طرح آپ بھی ترک وطن کر گئے اور یمن، مصر، عراق، انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں مقیم رہے۔ ۱۳۵۳ھ میں ابن سعود نے حجازی رعایا کے لئے عام معافی کا اعلان کیا تو آپ واپس مکہ مکرمہ آ گئے۔ بعدازاں آپ مختلف اہم عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کی تصنیفات میں ''السیرۃ النبویہ'' اہم ہے۔ (الدلیل المشیر ص ۱۱۲-۱۱۴، سیر و تراجم ص ۲۸۲-۲۸۵، اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، جلد اول، مطبوعہ دار العلم جدہ، طبع دوم ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء، ص ۲۸۸-۲۹۴)

(۱۰۳) علامہ سید ابوبکر بن احمد حبشی علوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۰ھ/۱۳۷۴ھ) کا نسبی تعلق مکہ مکرمہ کے ایک علمی گھرانہ سے ہے۔ آپ کے دادا علامہ سید حبشی (م ۱۳۳۰ھ) مفتی شافعیہ تھے اور آپ کے والد علامہ سید احمد حبشی علوی (م ۱۳۵۲ھ) بھی عالم جلیل اور صوفی کامل تھے۔ علامہ سید ابوبکر حبشی نے علماء و مشائخ کی کثیر تعداد سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کیئے اور ہاشمی عہد میں مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ ۱۳۴۱ھ میں آپ مدرسہ الفلاح مکہ مکرمہ میں مدرس مقرر ہوئے اور ۱۳۵۳ھ سے ۱۳۶۱ھ تک اس کے مہتمم رہے اسی دوران تقریباً چھ ماہ تک مدرسہ الفلاح میں مدرس رہے۔ ۱۳۶۲ھ میں محکمہ عدل سے وابستہ ہوئے اور اپنی وفات تک شہر مکہ مکرمہ کے جج رہے۔ علامہ سید ابوبکر علوی رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کے متعدد سلاسل

★(ناظم بہاء الدین زکریا لائبریری، چکوال)

میں مختلف مشائخ سے مجاز تھے۔ آپ نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ علامہ سید ابوبکر بن سالم البار رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۱ھ/۱۳۸۴ھ) سے سلسلہ علویہ عیدروسیہ میں خلافت پائی۔ علامہ سید ابوبکر علوی ۱۳۴۸ھ میں بسلسلہ علاج ممبئی تشریف لائے اور وہاں تین ماہ مقیم رہے۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد پانچ ہے، آپ کا زندہ جاوید کارنامہ ایک تصنیف ''الدلیل المشیر'' ہے جس میں آپ نے اپنے ایک سو پانچ اساتذہ ومشائخ کے حالات اور اسناد ومرویات درج کیئے ہیں۔ بڑی تقطیع کے ۶۳۱ صفحات پر مشتمل کمپیوٹر کمپوزنگ سے آراستہ اس اہم کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں مکہ مکرمہ سے شائع ہوا۔ اس کتاب کے متعدد صفحات پر فاضل بریلوی کا ذکر ضمنی طور کیا گیا ہے مثلاً ایک مقام پر آپ کا اسم گرامی ان القاب کے ساتھ درج ہے:

''مولانا برکۃ الوجود وزینۃ الدنیا، تاج العلماء الاعلام، صاحب التالیف الکثیر ۃ، والفھائل الشھیر ۃ المولوی الحاج احمد رضا خاں البریلوی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ'' (ص ۳۸۸)

نیز اس کتاب میں فاضل بریلوی کی تصنیفات کے مقرظین میں سے شیخ محمد امین سوید دمشقی، شیخ محمد سعید یمانی مکی، شیخ عمر بن ابی بکر باجنید مکی، شیخ عبدالقادر طرابلسی شلبی مدنی، علامہ یوسف اسمٰعیل نبھانی، اور آپ کے عرب خلفاء میں سے علامہ سید ابوبکر بن سالم البار، شیخ احمد بن عبداللہ ناضرین، علامہ سید محمد مرزوقی ابوحسین مکی، شیخ محمد علی مالکی، شیخ عمر حمدان محرسی اور علامہ سید محمد عبدالحئی کتانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالات درج ہیں۔ (الدلیل المشیر)

(۱۰۴) شیخ ذکریا بن عبداللہ بیلا مکی (۱۳۲۹ھ/۱۴۱۳ھ) نے مکہ مکرمہ کے محلہ المعلاۃ میں واقع مدرسہ ھاشمیہ (ھاشمی عہد میں قائم ہوا) نیز مدرسہ صولتیہ اور مسجد الحرام میں تعلیم پائی۔ آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ حسن بن محمد مشاط، شیخ عبداللہ نمنقانی بخاری (م ۱۳۶۳ھ)، شیخ عمر حمدان محرسی، شیخ مختار بن عثمان مخدوم سمرقندی بخاری (م ۱۳۶۷ھ)، علامہ سید ھاشم بن عبداللہ شطات (م ۱۳۸۰ھ)، شیخ عمر بن ابی بکر باجنید مکی، علامہ سید ابوبکر بن سالم البار، شیخ محمد عبداللہ بافیل حضرمی مکی (م ۱۳۵۱ھ)، مولوی ذکریا کاندھلوی اور علامہ سید عبدالحئی کتانی وغیرہ علماء شامل ہیں۔

شیخ ذکریا بیلا مدرسہ صولتیہ اور مسجد الحرام میں مدرس رہے نیز بارہ سے زائد کتب تصنیف کیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: الجواھر الحسان فی تراجم الفضلاء والاعیان، اعلام ذوی الاحتشام باختصار افادۃ الانام بجواز القیام لاھل الفضل والاحترام، التعلیق الزین علی کتاب المسح علی الجوربین، تعلیق علی رسالۃ فی سنۃ الجمعۃ القبلیہ۔ (من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ج۱ ص ۴۹-۵۳)

(۱۰۵) شیخ ابوالفیض محمد یاسین عیسیٰ فادانی شافعی انڈونیشی مکی (۱۳۳۵ھ/۱۴۱۱ھ) نے ابتدائی تعلیم اپنے والد کے علاوہ چچا شیخ محمود فادانی سے پائی۔ بعد ازاں مدرسہ صولتیہ میں داخلہ لیا نیز مسجد الحرام اور مکہ مکرمہ میں علماء کے گھروں میں قائم مدارس میں تعلیم پائی۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد چار سو سے زائد ہے ان میں شیخ محمد سعید یمانی مکی شافعی، شیخ عیسیٰ رواس مکی (م ۱۳۶۵ھ)، مفتی حلب شیخ محمد اسعد عجی، مفتی سعید احمد لکھنوی، علامہ جمیل صدقی زھاوی عراقی اور شیخ طاہر بن عاشور تیونسی (۱۲۹۶ھ/۱۳۹۵ھ) کے نام شامل ہیں۔

شیخ محمد یٰسین فادانی مسجد الحرام میں حلقہ درس قائم کرتے نیز مدرسہ دارالعلوم الدینیہ میں علم حدیث اور اسناد کے استاد رہے۔ پاک وہند اور بنگلہ دیش سمیت متعدد ممالک میں آپ کے لاتعداد شاگرد موجود ہیں۔ آپ کی متعدد تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں: مطمع الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان، المسلک الجلی فی الاسانید الشیخ محمد علی، بغیۃ المرید من علوم الاسانید چار ضخیم جلدوں میں، الوصل الراتی فی اسانید وترجمۃ الشہاب احمد المخللاتی، الحجالۃ المکیہ فی اسانید سعید سنبل، النفحۃ المسکیہ فی الاسانید المتصلہ بالاوائل السنبلیہ۔ (م اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ج۱ ص ۱۶۹-۱۷۴، المسلک الجلی، ص اول)

(۱۰۶) شیخ محمد حسن بـ
پیدا ہوئے۔ ا
داخلہ لیا اور و
حرمین شریفین
اسلام کے
ومشائخ۔
علامہ محقق
۱۳۳۸
عبدالـ
حفصر
مہاجر
شیخ
رواس
علامہ
عصرہ
محرسی
سیدا
کتانی
نے
حرم
قبول
علو
تد
عل

(۱۰۶) شیخ محمد حسن بن محمد مشاط (۱۳۱۷ھ-۱۳۹۹ھ) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۳۲۹ھ کو مدرسہ صولتیہ میں داخلہ لیا اور وہاں سے ۱۳۳۶ھ میں سند تکمیل پائی۔ علاوہ ازیں حرمین شریفین کے دیگر علماء نیز وہاں پر حاضر ہونے والے عالم اسلام کے اکابر علماء کرام سے استفادہ کیا، آپ کے اہم اساتذہ ومشائخ کے نام یہ ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن دھان مکی (م ۱۳۳۷ھ)، علامہ محقق محدث شیخ حمدان بن محمد الجزائری الونیسی مدنی (م ۱۳۳۸ھ)، علامہ شیخ محمد ھاشم فوتی مدنی (م ۱۳۴۹ھ)، شیخ عبدالستار صدیقی کتبی مکی (م ۱۳۵۳ھ)، فقیہ شافعی علامہ شیخ ابو حفص عمر بن ابی بکر باجنید مکی، علامہ محدث شیخ علی بن طیب مصری مہاجر مدنی (م ۱۳۵۹ھ)، علامہ محمد عبدالباقی لکھنوی مدنی، علامہ شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی جکنی، علامہ شیخ عیسیٰ بن علامہ محمد رواس (م ۱۳۶۵ھ)، شیخ عبداللہ غازی مکی، شیخ محمد علی مالکی، علامہ سید عیدروس بن علامہ سید سالم البار، نعمان وقتہ ومحدث عصرہ شیخ عبدالقادر شلبی مدنی، علامہ محدث شیخ ابوحفص عمر حمدان محرسی مدنی، علامہ مصطفیٰ بن علامہ احمد مھعار حضرمی قویری، علامہ سید ابوالحسن علی بن سید عبدالرحمٰن حبشی اور علامہ سید محمد عبدالحئی کتانی مراکشی۔ شیخ حسن مشاط بطن مادر میں تھے کہ آپ کے والد نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا فرمایا تو میں اسے حرم شریف کی خدمات کے لئے وقف کروں گا۔ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ کے ہاں شیخ حسن مشاط پیدا ہوئے، دینی علوم میں کمال حاصل کیا اور مدرسہ صولتیہ ومسجد الحرام میں تدریس نیز تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع کیا اور تمام عمر خدمت علم میں گزار دی۔ آپ سرکاری مناصب کے حصول سے گریزاں رہے لیکن سعودی حکومت نے بہ اصرار ۱۳۶۴ھ میں آپ کو ھیئۃ التمیز (سن تاسیس ۱۳۶۱ھ) کا رکن بنایا پھر ۱۳۶۵ھ میں مکہ مکرمہ کی اعلیٰ عدالت کے جج علامہ سید زکی بن احمد برزنجی مدنی کی وفات پر اس منصب پر آپ کو تعینات کیا اور ۱۳۷۲ھ میں آپ مجلس شوریٰ کے رکن بنائے گئے۔ لیکن ان تمام تر مناصب کے باوجود آپ نے مدرسہ صولتیہ میں تدریس کو برابر اہمیت دی اور مسلسل تیس برس تک باقاعدہ پڑھاتے رہے۔ علاوہ ازیں مسجد الحرام میں بھی آپ باقاعدگی سے حلقہ درس قائم کرتے، حج کے ایام کا ازدحام یا آپ کی دیگر مصروفیات آپ کے اس معمول میں کبھی آڑے نہ آسکیں۔ آپ نے علم کی یہ خدمت بلا معاوضہ انجام دی۔ حرمین شریفین اور انڈونیشیا وملائیشیا میں آپ کے شاگردوں نے مدارس اور اسلامی تنظیمیں قائم کیں۔ شیخ حسن مشاط کے مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں:

علامہ سید محسن بن علی مساوی، شیخ زکریا بن عبداللہ بیلا، مسجد الحرام کے مدرس اور ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے استاد شیخ علی بن بکر سلیمان کنوی، شیخ محمد یاسین بن عیسیٰ فادانی، حرمین شریفین کے بڑے علماء میں سے ایک شیخ عبداللہ احمد دردوم، مدرسہ صولتیہ کے مدرس شیخ عثمان بن محمد سعید تنکل، قاری مکہ مکرمہ شیخ زین عبداللہ باویان، پروفیسر ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی حسنی مکی، مسجد الحرام کے مدرس، الدعوۃ کالج ریاض کے استاد اور دار الافتاء ریاض کے رکن شیخ اسمٰعیل بن محمد انصاری تنبکی (م ۱۴۱۷ھ)، حجاز کے مشہور محقق پروفیسر ڈاکٹر عبدالوھاب ابوسلیمان مکی، شیخ علامہ سید طاہر بن محمد مراکشی ادریسی، انڈونیشیا میں جمعیۃ نہضۃ الوطن کے بانی اور متعدد کتب کے مصنف شیخ محمد زین الدین انمغتانی (انڈونیشیا بھر میں مذکورہ تنظیم کے تحت چار سو سے زائد مدارس قائم ہو چکے ہیں اور ان میں شیخ حسن مشاط کے متعدد شاگرد خدمات انجام دے رہے ہیں)، جمعیۃ نہضۃ العلماء انڈونیشیا کے دو اہم رہنما شیخ زین العابدین اور شیخ عبدالرحمٰن۔

شیخ حسن مشاط کے متعدد تصنیفات میں سے چودہ کے نام یہ ہیں: الجواہر الثمینہ فی ادلہ اھل المدینۃ، انارۃ الدجیٰ فی مغازی خیرالوری ﷺ، رفع الاستار علی طلعۃ الانوار، التقریرات النیۃ فی شرح المنظومۃ البیقونیہ، التحفۃ السنیہ فی احوال الورثۃ الاربعینیہ، اسعاف اھل الایمان بوظائف

شهر رمضان ، اسعاف اهل الاسلام بوظائف الحج الى بيت الله الحرام، اربعون حديثا فى الترغيب والترهيب، نصائح دينيه ووصايا هامة، بغية المسترشدين بترجمة الائمة المجتهدين، حكم الشريعة المحمدية فى تعليم المسلمين اولادهم بالمدارس الاجنبية، الحدود البهيه فى القواعد المنطقيه، تعليقات شريفة على لب الاصول ، الارشاد بذكر بعض مالى من الاجازة والاسناد۔ڈاکٹر عبدالوھاب ابوسلیمان نے آپ کی تصنیف ''الجواھر الثمینہ'' پر تحقیق کی اور اس کے آغاز میں شیخ محمد حسن مشاط نیز آپ کے اہم شاگردوں کے حالات قلم بند کیئے اور آپ کے فرزند شیخ احمد مشاط کی مساعی سے یہ کتاب ۱۴۰۶ھ میں شائع ہوئی۔ (الارشاد بذکر بعض مالی من الاجازۃ والاسناد، شیخ محمد حسن مشاط، مطبع وناشر کا نام اور سن اشاعت درج نہیں، اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، جلد سوم طبع اول، مطبع مدنی شارع عباسیہ قاھرہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، ص ۳۰۸-۳۳۵)۔

(۱۰۷) شیخ محمود زہدی بن عبدالرحمٰن (۱۳۰۲ھ-۱۳۷۶ھ) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔تعلیم مکمل کرنے کے بعد مسجد الحرام اور مدرسہ صولتیہ میں مدرس مقرر ہوئے ۱۳۴۴ھ یا اس کے بعد آپ ملائیشیا چلے گئے اور وہاں سلانقور نامی علاقہ کے ''شیخ الاسلام'' قرار پائے۔۱۳۷۴ھ میں آپ واپس مکہ مکرمہ آ گئے اور وفات تک مدرسہ صولتیہ میں تدریس سے وابستہ رہے۔آپ کی تصنیفات کے نام یہ ہیں: تدرج الصبیان فی البیان، جنیۃ الثمرات فی النحو (سیر وتراجم حاشیہ ص ۱۲۲، الارشاد ص ۵۷)

(۱۰۸) مفتی قطنا علامہ سید ابراہیم غلایینی گیلانی نقشبندی مجددی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء- ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) دمشق کے مقام قطنا میں پیدا ہوئے اور جن مقامی علماء ومشائخ سے تعلیم مکمل کی ان میں ''الاقوال المرضیۃ فی الرد علی الوھابیۃ'' نامی کتاب کے مصنف ومفتی شام شیخ عطاءاللہ کسم حنفی (۱۲۶۰ھ/ ۱۸۴۴ء- ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) ، قول گنگوہی کی تردید میں ''استحباب القیام عند ذکر ولادتہ علیہ الصلوۃ والسلام'' نامی مقالہ کے مصنف شیخ محمود عطار دمشقی، محدث کبیر علامہ سید محمد بدر الدین حسنی، قطب شام شیخ سلیم بن خلیل مسوتی حنفی خلوتی دمشقی اوو ناث طی (۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲ھ-۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) اور ''النفحۃ الزکیہ فی الرد علی الوھابیہ'' نامی کتاب کے مصنف و ماہنامہ ''الحقائق'' دمشق (سن اجراء ۱۳۲۸ھ) کے بانی شیخ عبدالقادر اسکندرانی گیلانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماءِ گرامی ہیں۔علامہ سید ابراہیم غلایینی نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں فقیہ شافعیہ شیخ عیسیٰ کردی دمشقی (۱۲۴۷ھ/۱۸۳۱ء-۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء) کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کی نگرانی میں چالیس یوم خلوت نشین رہنے کے بعد خلافت پائی اور قطنا میں امامت وخطابت نیز تدریس کا سلسلہ شروع کیا پھر ۱۳۳۰ھ میں آپ مفتی قطنا قرار پائے اور پچاس برس تک اسی مقام پر یہ خدمات انجام دیں۔آپ نے بکثرت کرامات کا ظہور ہوا جن میں سے چند ''تاریخ علماء دمشق'' میں درج ہیں۔زندگی کے آخری ایام میں آپ مرض میں مبتلا ہوئے تو شام کے صدر شکری قوتلی نے آپ کے علاج کے لئے خصوصی احکامات جاری کیئے۔آپ کی وفات پر شعراء نے مرثیئے لکھے اور ''تمدن اسلامی'' وغیرہ دمشق کے رسائل نے آپکی خدمات کو سراہا۔دمشق کی جامع مسجد اموی میں ''رابطہ العلماء'' نامی اہم تنظیم کی طرف سے آپ کی یاد میں ایک تعزیتی تقریب منعقد ہوئی۔آپ کی قبر دمشق میں علامہ سید محمد بدر الدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پہلو میں واقع۔(تاریخ علماء دمشق ج ۲ ص ۶۸۷-۶۹۲، المسلک الجلی ص ۵۷)

* * *

دور ونزدیک سے

مرتبہ: شیخ ذیشان احمد قادری

اعلیٰ حضرت کانفرنس، چاٹگام، بنگلہ دیش

الحاج مولانا محمد عبداللہ (بنگلہ دیش)

۸رمئی ۲۰۰۲ء ۲۴رصفر ۱۴۲۳ھ کو اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش کے زیر اہتمام امام اہلسنت مجدد دین وملت شاہ مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے یادگار جشن یوم رضا منانے کے سلسلے میں چاٹگام کے نامور تاریخی مسلم انسٹیٹوٹ ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ بنام اعلیٰ حضرت کانفرنس منعقد کیا گیا۔ ملک کے نامور علماء اہلسنت، دانشوران قوم نے شرکت کی۔ فاؤنڈیشن کے چیئر مین مولانا محمد بدیع العالم رضوی کی زیر صدارت کانفرنس میں مندرجہ ذیل حضرات نے خطاب کیا۔ شیخ الحدیث علامہ مفتی عبید الحق نعیمی، پیر طریقت علامہ قاضی امین الاسلام ہاشمی، پرنسپل مولانا نورالعالم خان، مولانا نور محمد القادری، مولانا امین الکریم، مولانا سراج الاسلام چشتی، مولانا محمد عبدالمتین، مولانا عبدالصمد، ایڈوکیٹ، مصاحب الدین بختیار، مولانا بختیار الدین، مولانا جلال الدین قادری، مولانا نظام الدین، مولانا اقبال حسین، مولانا طیب علی اور حافظ محمد انیس الزمان نے فرائض انجام دیئے۔ آخری نشست میں بہت سے شعراء ونعت خواں نے بزبان بنگلہ، اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں بارگاہِ رسالت اور درشانِ اعلیٰ حضرت منظوم خراج عقیدت ومنقبتیں پیش کیں، مقررین حضرات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی زندگی کے مختلف شعبوں کے حوالے سے عجائب وغرائب نکات سے سامعین کو خطاب فرمایا۔ بالآخر صلوٰۃ وسلام ودعا پر رات ۱۰ربجے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی

نبیرۂ اعلیٰ حضرت محمد سبحان رضا خاں (سبحانی میاں)

(رضا نگر، محلہ سوداگران، بریلی شریف، انڈیا)

محبت نامہ نظر نواز ہوا، خیریت سے آگاہی ہوئی۔ آپ نے اپنے بیتِ اقدس پہنچ کر فقیر کو اپنے کلماتِ طیبات سے نوازا، یہ آپ کی محبت ہے، مولیٰ تعالیٰ اس محبت میں مزید اضافہ فرمائے اور دارین میں ساداتِ کرام کا سایۂ رحمت سایہ گستر رہے آمین۔ فقیر آپ اور جملہ علماء کرام ومشائخ عظام بالخصوص مصدرِ لطف وکرم حضرت والا درجت ومولانا الحاج نصر اللہ خان صاحب قبلہ دام ظلہ الاقدس کا بے حد مشکور ہے۔ مولیٰ تعالیٰ سب کے سایۂ کرام کو دراز فرمائے اور بعد اس کے فیضان علمی سے اہلسنت کو متمتع فرمائے۔ مسلک اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی خدمت کا بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے، امین ـ امین بجاہ النبی الامی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

ملک التحریر حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)

سید حازم صاحب کی صورت میں ہمیں قاہرہ میں بڑا مستعد وکیل مل گیا ہے، وہ خود لکھ رہے ہیں، ان کی اہلیہ لکھ رہی ہیں، ان کے والد ماجد نے قصیدہ لکھا ہے۔ ڈاکٹر حسین مجیب مصری سے سلام رضا پر حدائق بخشش کا ترجمہ انہوں نے کروایا اور شائع کروایا ہے۔ مخالفین ان کے خلاف سرگرم ہیں اللہ تعالیٰ انہیں محفوظ رکھے۔ ان کی حوصلہ افزائی ہر ممکن طریقے سے کرنی چاہیے۔ معارف رضا کا تازہ شمارہ موصول ہوا، اس میں قادیانیوں اور ان کا راستہ ہموار کرنے والوں، دونوں کا زوردار تعاقب کیا گیا ہے، یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔

کتبِ نو

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں (سید محمد خالد قادری)

''تفہیم المسائل'' (جلد اول)

مصنف......پروفیسر مفتی منیب الرحمن

صفحات......424 ہدیہ=/200

تصحیح......مولانا حافظ محمد ابراہیم، مولانا فیصل ندیم احمد قادری

ناشر......ضیاء الرحمن، مکتبہ نعیمیہ، دارالعلوم نعیمیہ، بلاک ۱۵ ارفیڈرل بی ایریا، کراچی

''غائبانہ نمازِ جنازہ''

از......حافظ محمد یونس چکوالی

صفحات......48 ہدیہ......=/10 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......رضا اکیڈمی مسجد رضا، چاہ میراں محبوب روڈ، لاہور

''حب اہل بیت''

تصنیف......صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

صفحات......32 ہدیہ......=/7 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......رضا اکیڈمی مسجد رضا چاہ میران محبوب روڈ، لاہور

''امام احمد رضا کا درس ادب''

تصنیف......علامہ فیض احمد اویسی رضوی

باہتمام......مقصود حسین قادری

صفحات......32 ہدیہ......درج نہیں

ناشر......فیض رضا پبلی کیشنز، آر ۳۱، بلاک نمبر ۱۷، گلبرگ، کراچی

''لمعات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ''

مصنف......علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

مرتب......محمد عبدالستار طاہر

صفحات......24 ہدیہ......=/10 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......بزم عاشقان مصطفیٰ مکان نمبر ۲۵ گلی نمبر ۳۲ زیر اسٹریٹ فلیمنگ روڈ، لاہور

''وصایا شریف''

مولف......امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ

از قلم......حسنین رضا خاں بریلوی

صفحات......64 ہدیہ......15

ناشر......انجمن انوار القادریہ، جمشید روڈ نمبر 3، کراچی

''برکات درود وسلام''

مرتبہ......علامہ شمس الہدیٰ خان مصباحی

صفحات......104 ہدیہ......درج نہیں

ناشر......بزم عاشقان مصطفیٰ مکان نمبر ۲۵ گلی نمبر ۳۲ زیر اسٹریٹ فلیمنگ روڈ، لاہور

''انگریزی تعلیم وتہذیب کے خلاف شعرائے اسلام کا منظوم کلام''

مرتبہ......محمد سرور حسین قادری رضوی

صفحات......56 قیمت......درج نہیں

ناشر......جامعہ مسجد رحمانیہ شیر ربانی، پنڈی اسٹاپ، کوٹ لکھپت، لاہور

"HOW TO PREACH ISLAM?"

By.......Shah Abdul Aleem Siddqui

P.........103 Rs.......25/=(indian)

Pub.....Sunni Youth Federation 167 Dimtimkar Road, Nagpada, Mumbai - 400008 .INDIA

"KITAB-US-SALAT"

By.......Syed Aaley Rasool Marehravi

P.........64 Rs.......20/=(indian)

Pub.....Sunni Youth Federation 167 Dimtimkar Road, Nagpada, Mumbai - 400008 .INDIA

مد خالد قادری)

ضی اللہ عنہ

یں

لیمنگ روڈ، لاہور

یں

یت، لاہور

"H

By.......Sha

P.........10:

Pub.....Sui

Road, Na;

By.......Sy

P.........6·

Pub.....Si

Road, N.

نعت و منقبت کا ایک تاریخی اور سدا بہار گلدستہ
زادِراہِ بخشش
تحفۂ خوشتر
۱۴۲۰ھ
۱۹۹۹ء
ہیں وصّافِ محبوبِ ربّ العلیٰ سب
یہ حسّان و کافیؔ رضاؔ اور جامیؔ
ہوں آباد اجداد کے پیچھے خوشترؔ
زبان و عقیدہ ہیں مثلِ تمامی
نتیجۂ فکر: حضرت مولانا محمد ابراھیم خوشتر صدیقی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
جناب خوشتر صاحب کے نعتیہ کلام کا پہلا مجموعہ ''قسیمِ بخشش'' کے نام سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہو چکا ہے اب کلام خوشتر کا دوسرا حصہ ''زادِراہِ بخشش''
کے نام سے عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر اہلِ ذوق و سخن کی تشنگی بجھانے کا ساماں بن رہا ہے۔
ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل
Coming Soon !
HUSSAM-UL-HARAMAIN
The Sword of Two sanctuaries on the Slaughter-point of blasphemy and falsehood
A'la Hazrat Imam Ahmad Raza Brailvi
English Rendering
Alhaj Bashir Hussain Nazim, Pride of Performance
Published by
IDARA-I-TAHQIQAT-E-IMAM AHMAD RAZA
Registered International, Karachi.